میلاد النبی ﷺ

اسپیشل

انا العاقب والعاقب الذی لیس بعدہ نبی (الحدیث)

لا نبی بعدی ز احسانِ خدا است
پردۂ ناموسِ دینِ مصطفیٰ ﷺ است

فدایانِ ختمِ نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

# العاقب

لاہور

ربیع الاول 1431ھ

مارچ 2010ء

زیرِ سرپرستی: حضرت علامہ حافظ خادم حسین رضوی

فدایانِ ختمِ نبوت پاکستان کا ترجمان

# العاقب لاہور

نگران

شیخ الحدیث حضرت علامہ حافظ
**خادم حسین رضوی**

خطیبِ پاکستان حضرت علامہ حافظ
**خان محمد قادری**

مدیر

**محمد وحید نور**

مجلسِ منتظم

ظہیر عباس، حافظ محمد فرحان
محمد ساجد الرحمن

جلد 3 — شمارہ 3

ربیع الاول ۱۴۳۱ھ
مارچ 2010ء

قیمت 20 روپے
سالانہ 300 روپے

0321-4370406


## بیاد

- امام المجاہدین: حضرت علامہ محمد فضل حق خیر آبادی
- مجاہدِ تحریکِ آزادی: حضرت مولانا احمد اللہ شاہ مدراسی
- مجاہدِ اعظم: حضرت مولانا سید کفایت علی کافی
- عارفِ کامل: حضرت مولانا غلام دستگیر قصوری
- سیفِ بے نیام: حضرت مولانا فضل احمد لدھیانوی
- مجددِ دین و ملت: حضرت مولانا امام احمد رضا خان بریلوی
- قاطعِ مرزائیت: حضرت مولانا پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی
- زبدۃ الاصفیاء: حضرت خواجہ محمد سلطان عالم نقشبندی
- امیرِ ملت: حضرت پیر سید جماعت علی شاہ علی پوری
- شیخ الاسلام: حضرت علامہ انوار اللہ خان چشتی
- مجاہدِ اسلام: حضرت علامہ خواجہ محمد ضیاء الدین سیالوی
- سحبانِ زماں: حضرت علامہ محمد حسن فیضی
- مناظرِ اسلام: حضرت مولانا نواب الدین رمداسی
- محدثِ اعظم پاکستان: حضرت مولانا محمد سردار احمد چشتی قادری
- مجاہدِ ختمِ نبوت: حضرت مولانا پروفیسر محمد الیاس برنی
- فاتحِ مرزائیت: حضرت مولانا محمد کرم الدین دبیر
- قائدِ تحریکِ ختمِ نبوت: حضرت مولانا ابو الحسنات قادری
- حافظ الحدیث: حضرت مولانا پیر سید جلال الدین شاہ
- شاعرِ مشرق: حضرت علامہ ڈاکٹر محمد اقبال
- عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم: حضرت غازی علم الدین شہید
- قائدِ تحریکِ پاکستان: حضرت مولانا شاہ عبد الحامد قادری بدایونی
- قائدِ اہلِ سنت: حضرت علامہ شاہ احمد نورانی صدیقی
- غزالیِ زماں: حضرت علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی
- مجاہدِ ملت: حضرت مولانا عبد الستار خان نیازی
- شارحِ بخاری: حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی
- مفتیِ اعظم پاکستان: حضرت مولانا مفتی محمد عبد القیوم ہزاروی
- غازیِ اسلام: حضرت مولانا سید خلیل احمد قادری
- مجاہدِ تحریکِ ختمِ نبوت: حضرت مولانا صوفی ایاز خان نیازی
- سرمایۂ ملت: حضرت غازی عامر چیمہ شہید
- مجاہدِ اہلِ سنت: حضرت مولانا مفتی محمد امین قادری

گنبد خضریٰ میں روشندان
یہ روشندان نبی کریم ﷺ کے رخِ انور کی سیدھ میں ہے۔

# فہرست



**مضمون نگار کی رائے سے ادارے کا اتفاق ضروری نہیں**



صبح طیبہ میں ہوئی بٹتا ہے باڑا نور کا — صدقہ لینے نور کا آیا ہے تارا نور کا

باغ طیبہ میں سہانا پھول پھولا نور کا — مست بو ہیں بلبلیں پڑھتی ہیں کلمہ نور کا

بارھویں کے چاند کا مجرا ہے سجدہ نور کا — بارہ برجوں سے جھکا اک اک ستارہ نور کا

میں گدا تو بادشاہ بھر دے پیالہ نور کا — نور دن دونا ترا دے ڈال صدقہ نور کا

پشت پر ڈھلکا سر انور سے شملہ نور کا — دیکھیں موسیٰ طور سے اترا صحیفہ نور

تاج والے دیکھ کر تیرا عمامہ نور کا — سر جھکاتے ہیں الٰہی بول بالا نور کا

بینی پُرنور پر رخشاں ہے بُکّہ نور کا — ہے لواء الحمد پر اڑتا پھریرا نور کا

شمع دل، مشکوٰۃ تن، سینہ زجاجہ نور کا — تیری صورت کے لیے آیا ہے سورہ نور کا

نسخ ادیاں کر کے خود قبضہ بٹھایا نور کا — تاجور نے کر لیا کچا علاقہ نور کا

جوگدا دیکھو لیے جاتا ہے توڑا نور کا — نور کی سرکار ہے کیا اس میں توڑا نور کا

بھیک لے سرکار سے لا جلد کاسہ نور کا — ماہِ نو طیبہ میں بٹتا ہے مہینہ نور کا

تیری نسل پاک میں ہے بچہ بچہ نور کا — تو ہے عین نور تیرا سب گھرانا نور کا

نور کی سرکار سے پایا دو شالہ نور کا — ہو مبارک تم کو ذوالنورین جوڑا نور کا

قبر انور کہیے یا قصر معلّٰی نور کا — چرخ اطلس یا کوئی سادہ سا قبہ نور کا

آنکھ مل سکتی نہیں در پر ہے پہرا نور کا — تاب ہے بے حکم پر مارے پرندہ نور کا

چاند جھک جاتا جدھر انگلی اٹھاتے مہد میں — کیا ہی چلتا تھا اشاروں پر کھلونا نور کا

ک گیسو ہ دہن ی ابرو آنکھیں ع ص — کھیعص ان کا ہے چہرہ نور کا

اے رضا یہ احمد نوری کا فیض نور ہے — ہو گئی میری غزل بڑھ کر قصیدہ نور کا

# کیا ہی تصویر اپنے پیارے کی سنواری واہ واہ

علامہ حافظ خادم حسین رضوی

## حضور سرور عالم ﷺ کے حسن بے مثال کا بیان:

● ﴿عن البراء بن عازب يقول: كان رسول الله ﷺ احسن الناس وجها واحسنهم خلقا، ليس بالطويل البائن ولا بالقصير﴾ ا ترجمہ: ”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ ﷺ لوگوں میں سب سے زیادہ حسین چہرے والے اور سب سے زیادہ اچھے اخلاق والے تھے۔ نہ آپ ﷺ بہت لمبے تھے اور نہ پست قد (بلکہ آپ ﷺ کا قد مبارک درمیانہ تھا)“۔

● ﴿عن ابی عبیدة بن محمد بن عمار بن یاسر قال للربیع بنت معوذ رضی الله عنها صفی لی رسول الله ﷺ قالت یا بنیّ لو رأیته رأیت الشمس طالعة﴾ ۲ ترجمہ: ”حضرت ابو عبیدہ بن محمد بن یاسر رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ آپ میرے سامنے جناب رسول اللہ ﷺ کے حسن و جمال کو بیان فرمائیں۔ حضرت ربیع نے فرمایا کہ اے میرے بیٹے! اگر تم آپ ﷺ کی زیارت کرتے تو ایسے محسوس کرتے کہ آفتاب اپنی تمام تر تابانیوں کے ساتھ جلوہ گر ہے“۔

● ﴿عن ابی هریرة رضی الله عنه یقول: ما رأیت شیئاً احسن من رسول الله ﷺ کان الشمس تجری فی وجهه﴾ ۳ ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے خوبصورت کسی بھی چیز کو نہیں دیکھا گویا کہ آفتاب آپ ﷺ ہی کے چہرۂ مبارک میں چمک رہا ہے“۔

● ﴿عن جابر بن سمرة رضی الله عنه قال: رأیت رسول الله ﷺ فی لیلة اضحیان وعلیه حلّة حمراء فجعلت انظر الیه والی القمر فلهو عندی احسن من القمر﴾ ۴ ترجمہ: ”حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ چاندنی رات میں حضور اقدس کو دیکھ رہا تھا۔ حضور پرنور ﷺ اس



وقت سرخ جوڑا زیب تن فرما تھے۔ میں کبھی چاند کو دیکھتا تھا اور کبھی آپ ﷺ کو۔ بالآخر میں نے یہی فیصلہ کیا کہ آقا دو جہاں ﷺ چاند سے کہیں زیادہ حسین و جمیل ہیں“۔

## حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کا چہرہ انور کیسا تھا؟

● ﴿سئل البراء بن عازب رضی الله عنه اکان وجه رسول الله مثل السیف قال لا بل مثل القمر﴾ ۵ ترجمہ: ”حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا حضور سرور عالم ﷺ کا چہرۂ مبارک تلوار کی طرح سیدھا تھا۔ آپ نے فرمایا نہیں بلکہ چاند کی طرح (روشن گولائی لیے ہوئے تھا)“۔

● ﴿وفی حدیث الحسن بن علی عن خاله هند بن ابی هاله قال کان رسول الله ﷺ فخما مفخما یتلألأ وجهه تلألؤ القمر لیلة البدر﴾ ۶ ترجمہ: ”حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ اپنے ماموں ہند بن ابی ہالہ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ جناب رسول اللہ ﷺ خود اپنی ذات والا صفات کے اعتبار سے بھی بے مثال تھے اور دوسروں کی نظر میں بھی بڑے رتبے والے تھے۔ آپ ﷺ کا چہرہ مبارک چودہویں کے چاند کی طرح چمکتا تھا“۔

## خوشی اور فرحت کے موقعہ پر حضور پرنور ﷺ کے چہرۂ انور کی تابانی:

● ﴿عن کعب بن مالک رضی الله عنه فی حدیث التوبة قال: وکان رسول الله ﷺ اذا سر استنار وجهه حتی کانه قطعة قمر وکنا نعرف ذلک منه﴾ ۷ ترجمہ: ”حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ حدیث توبہ میں بیان فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ خوش ہوتے تو آپ کا چہرۂ مبارک اتنا منور ہو جاتا تھا گویا کہ وہ چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس چمک سے آپ کی خوشی پہچان لیتے تھے“۔

● ﴿عن عائشة رضی الله تعالیٰ عنها ان رسول الله ﷺ دخل علیها مسرورا تبرق اساریر وجهه﴾ ۸ ترجمہ: ”حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جناب رسول کریم ﷺ ان کے ہاں خوشی و مسرت کے ساتھ اس حال میں تشریف لاتے کہ آپ ﷺ کے چہرۂ انور کی رگ رگ چمک رہی تھی“۔

● ﴿وفی حدیث ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه عن صفة النبی ﷺ قال: واذا ضحک کاد یتلألأ فی الجدر لم ار قبله ولا بعده مثله﴾ ۹ ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کا حلیہ بیان

کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ ہنستے تو (دندان مبارک کی روشنی سے) درو دیوار چمک اٹھتے تھے۔ میں نے آپ ﷺ جیسا نہ آپ سے پہلے دیکھا نہ آپ ﷺ کے بعد۔

● ﴿ونقل الامام السیوطی فی الخصائص الکبریٰ "عن ابن عساکر: عن عائشۃ رضی اللہ عنہا قالت کنت اخیط فی السحر فسقطت منی الابرۃ فطلبتھا فلم اقدر علیھا فدخل رسول اللہ ﷺ فتبینت الابرۃ بشعاع نور وجھہ فاخبرتہ فقال یا حمیراء: الویل ثم الویل ثلاثاً فمن حرم النظر الی وجھی﴾ ترجمہ: "امام سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب خصائص کبریٰ میں محدث ابن عساکر کے حوالے سے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ ارشاد نقل فرمایا کہ میں سحری کے وقت کچھ سی رہی تھی کہ سوئی میرے ہاتھ سے گر گئی، میں نے تلاش کیا لیکن سوئی نہ ملی۔ اسی دوران حضور پر نور ﷺ تشریف لے آئے تو آپ ﷺ کے چہرۂ مبارک کے نور کی شعاعوں کی وجہ سے وہ سوئی مل گئی، میں نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں سارا ماجرا بیان کیا تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے حمیرا افسوس صد افسوس! اس شخص پر جو میری زیارت سے محروم رہے۔

حسن یوسف پہ کٹیں مصر میں انگشت زناں ۔۔۔ سر کٹاتے ہیں تیرے نام پہ مردانِ عرب

● حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا چہرۂ مبارک کے بارے میں انداز بیان

فلو سمعوا فی مصر اوصاف خدہٖ ۔۔۔ لما بذلوا فی سوم یوسف من نقد

ترجمہ: "اگر مصر کے لوگ آپ ﷺ کے رخ انور کے اوصاف سن لیتے تو حضرت یوسف علی نبینا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سودے میں مال خرچ نہ کرتے"۔

لواحی زلیخا لو راین جبینہ ۔۔۔ لآثرن بالقطع القلوب علی الاید

ترجمہ: "اگر زلیخا کی سہیلیاں آپ ﷺ کی جبین مبارک کو دیکھ لیتیں تو وہ اپنے ہاتھ کی بجائے اپنے دلوں کو کاٹ ڈالتیں"۔

● حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ آپ ﷺ کے چہرۂ اقدس کے بارے میں فرماتے ہیں

لو لم یکن فیہ آیات مبینۃ ۔۔۔ کانت بدیھتہ تکفی عن الخبر

ترجمہ: "اگر آپ ﷺ کی صداقت پر مہر ثبت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں تو آپ ﷺ کی صداقت کے لیے آپ کا چہرہ ہی کافی تھا۔



● بنو نجار کی چھوٹی چھوٹی بچیوں نے آپ ﷺ کی مدینہ منورہ تشریف آوری پر جس بے انتہا دلی مسرت کا اظہار کیا وہ سیرت طیبہ کی کتابوں میں یوں درج ہے

طلع البدر علینا ۔۔۔ من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا ۔۔۔ ما دعا للہ داع

ترجمہ: "پہاڑی کے اس موڑ سے جہاں سے قافلے رخصت کیے جاتے ہیں آج چودھویں کا چاند نکل آیا۔ جب تک دنیا میں اللہ تعالیٰ کا نام لیوا رہے گا ہم پر شکر ادا کرنا واجب ہے"۔

● حضرت حسان بن ثابت ؓ آپ ﷺ چہرۂ تاباں کو دیکھ کر یوں عرض کرتے ہیں

واحسن منک لم ترقط عینی ۔۔۔ واجمل منک لم تلد النساء
خلقت مبرا من کل عیب ۔۔۔ کانک قد خلقت کما تشاء

ترجمہ: "آپ ﷺ سے حسین میری آنکھ نے نہیں دیکھا۔ آپ ﷺ سے زیادہ حسین و جمیل کبھی عورتوں نے نہیں جنا۔ آپ ﷺ کو ہر عیب سے پاک پیدا کیا گیا ہے۔ ایسا لگتا ہے کہ آپ کو ویسے بنایا گیا جیسے آپ خود چاہتے تھے"۔

وہ لوگ جو محافل اور جلسوں میں ﴿قل انما انا بشر مثلکم﴾ جیسی آیات بینات پڑھ کر اور لوگوں کو مخاطب کر کے ہاتھ، پاؤں اور دیگر اعضاء کے ذریعے دلائل قائم کر کے مثلیت حبیب کبریا علیہ التحیۃ والثناء کے دعوے کرتے ہیں۔ ہم انہیں غور و فکر کی دعوت دیتے ہیں کہ خدا کے بندو! کتب احادیث کے فضائل والے ابواب کا بھی مطالعہ کیا کرو۔ پھر تم امام احمد رضا نور اللہ مرقدہ کی طرح اپنی تقریروں اور تحریروں میں بجائے مثلیت کے دعوؤں کے یہ کہتے ہوئے فخر محسوس کرو گے۔

رضاؔ کسی سگ طیبہ کے پاؤں بھی چومے ۔۔۔ تم اور آہ کہ اتنا دماغ لے کے چلے
الٰہی سن لے رضاؔ جیتے جی کہ مولیٰ نے ۔۔۔ سگانِ کوچہ میں چہرہ مرا بحال کیا

علمائے یہود کی طرح کتمانِ حق اور آقائے دو جہاں ﷺ کے فضائل و کمالات چھپانے جیسے بدترین جرم سے توبہ کرو ورنہ.........

آج لے ان کی پناہ آج مدد مانگ ان سے ۔۔۔ پھر نہ مانیں گے قیامت میں اگر مان گیا
اُف رے منکر یہ بڑھا جوش تعصب آج ۔۔۔ بھیڑ میں کم بخت کے ہاتھ سے ایمان گیا

ظالمو! محبوب کا حق تھا یہی — عشق کے بدلے عداوت کیجیے

حبیب کبریا ﷺ کی عظمتوں سے منحرف ہو کر — یہ دعوائے مسلمانی کبھی مانا نہ جائے گا

## ﴿حوالہ جات﴾


1. صحیح بخاری شریف' حدیث:۳۵۴۹
2. شمائل الرسول للحافظ بن کثیر' ص:۱۸
3. شمائل ترمذی' ص:۸
4. ایضاً' ص:۲
5. بخاری شریف' ۳۵۵۲
6. شمائل ترمذی' ص:۲
7. بخاری شریف' ۳۵۵۶
8. ایضاً' ص:۳۵۵۵
9. شمائل الرسل للحافظ بن کثیر' ص:۳۱
10. الخصائص الکبریٰ' ص:۶۳


## امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہما

- حضرت سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ سودہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ جویریہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا
- حضرت سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا



# ولادت نبی کریم ﷺ کے چند معجزات

علامہ ابوالفضل قاضی عیاض مالکی رحمۃ اللہ علیہ

آپ ﷺ کے معجزات میں دو نشانیاں ایسی ہیں جو بوقت ولادت باسعادت ظاہر ہوئیں جن کو آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے بیان کیا اور ان عجائبات کو ان لوگوں نے بیان کیا جو اس وقت موجود تھے۔

وہ یہ کہ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کا سر مبارک اٹھا ہوا تھا اور آپ ﷺ کی نظریں آسمان کی طرف تھیں۔[1] آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ نے اس نور کو دیکھا[2] جو آپ ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کے ساتھ نکلا اور ان عورتوں نے دیکھا جو آپ ﷺ کی ولادت کے وقت موجود تھیں۔

اس وقت اُم عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہا نے دیکھا کہ ستارے قریب آ گئے اور یہ کہ بوقت ولادت نور نکلا یہاں تک کہ ہر طرف نور ہی نور پھیل گیا۔[3] عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کی والدہ شفاء کہتی ہیں کہ جب آپ ﷺ پیدا ہو کر میرے ہاتھ پر لائے گئے تو آپ ﷺ کو چھینک آئی تو اس وقت کسی کہنے والے کو کہتے سنا رحمک اللہ (اللہ عزوجل تم پر رحم کرے) اور مشرق و مغرب کے درمیان مجھے روشنی معلوم ہوئی حتیٰ کہ میں نے روم کے محل دیکھ لیے۔[4]

حضرت حلیمہ رضی اللہ عنہا اور ان کے شوہر (جو آپ ﷺ کے رضاعی والدین ہیں) نے آپ ﷺ کی برکت کی تعریف کی ہے کہ ان کا اور ان کی اونٹنی کا دودھ بڑھ گیا تھا اور بکریاں فربہ ہو گئی تھیں اور آپ ﷺ کی نشو و نما بہت جلد ہوتی تھی۔[5]

شب ولادت کے عجائبات میں سے یہ ہے کہ کسریٰ کے محل میں زلزلہ آیا اور کنگرے گر پڑے۔ بحیرہ طبریہ کا پانی کم ہو گیا۔ فارس کی آگ بجھ گئی جو ایک ہزار سال سے برابر جل رہی تھی[6] اور یہ کہ جب آپ ﷺ اپنے چچا ابو طالب اور ان کے بچوں کے ساتھ اپنے بچپنے میں کھاتے تو سب کے سب شکم سیر ہو جاتے اور جب آپ ﷺ ان کے ساتھ نہ ہوتے اور وہ سب مل کر کھاتے تو وہ شکم سیر نہ ہوتے تھے۔ ابو طالب کے بچے جب صبح کو اٹھتے تو پراگندہ

حال اٹھتے مگر آپ ﷺ صبح کرتے تو خوش باش اور سرگین اٹھتے۔ ۷ ام ایمن رضی اللہ عنہا جو آپ ﷺ کی محافظہ تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کے بچپنے میں، میں نے کبھی بھوک و پیاس کی شکایت نہ سنی اور نہ آپ ﷺ کے بڑے ہونے کے بعد سنی ۸ اور آپ ﷺ کے عجائبات ولادت میں سے یہ ہے کہ شہاب ثاقب سے آسمان کا محفوظ رہنا اور شیطان کی گھات کا موقوف ہونا اور ان کا چوری چھپنے سننے سے رکنا ہے۔

آپ ﷺ کو بچپن سے ہی بتوں سے نفرت اور امور جاہلیت سے اجتناب تھا اور اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو عمدہ اخلاق کے ساتھ مخصوص فرمایا۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ کی پردہ پوشی کے بارے میں یہ خبر مشہور ہے کہ خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت جب آپ ﷺ نے اپنے تہبند کے دامن میں پتھر بھر کر کاندھے پر رکھنے کا ارادہ کیا تو وہ کھل گیا اور آپ ﷺ برہنہ ہوگئے تو زمین پر گر پڑے حتیٰ کہ آپ نے فوراً تہبند باندھ لیا۔ اس وقت آپ ﷺ کے چچا نے آپ سے کہا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ تب آپ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے برہنہ ہونے سے منع کیا گیا ہے''۔ ۹ انہیں میں سے یہ ہے کہ آپ ﷺ پر اللہ عزوجل نے سفر میں بادلوں سے سایہ کیا ۱۰ اور ایک روایت ہے کہ حضرت ام المومنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا اور دوسری عورتوں نے جب آپ ﷺ سفر سے واپس آئے تو دیکھا کہ دو فرشتے آپ ﷺ پر سایہ کر رہے ہیں۔ اس کا انہوں نے میسرہ (ان کے غلام) سے تذکرہ کیا تو انہوں نے ان کو بتایا کہ جب سے آپ ﷺ سفر کے لیے نکلے ہیں (اس نے ان فرشتوں کو) اسی طرح دیکھا ہے۔

حضرت دائی حلیمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے بادل کو دیکھا کہ وہ آپ ﷺ پر سایہ کر رہا ہے، وہ آپ ﷺ کے ساتھ تھیں ایک سفر میں آپ ﷺ کے مبعوث ہونے سے پہلے ایک خشک درخت کے نیچے اترے تو اس نے تروتازہ ہو کر آپ ﷺ کے گرداگرد سایہ کر دیا اور دیکھتے ہی دیکھتے اس کی شاخیں نکل آئیں ۱۱ اور ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ پر ایک درخت نے جھک کر سایہ کیا۔ ۱۲ یہ بھی منقول ہے کہ آپ ﷺ کے وجود گرامی کا چاند و سورج کے وقت سایہ نہ پڑتا تھا ۱۳ کیونکہ آپ ﷺ نور تھے اور مکھی آپ ﷺ کے جسم اور کپڑوں پر نہ بیٹھتی تھی۔ ۱۴

آپ ﷺ کو خلوت پسند تھی یہاں تک کہ آپ ﷺ کی طرف وحی کی گئی پھر آپ ﷺ نے اپنے وصال (ظاہری پردے) کی اور اپنی ظاہری مدت حیات کے پورے ہونے کی خبر دی۔ ۱۵ یہ کہ آپ ﷺ کی آرام گاہ



مدینہ منورہ میں آپ ﷺ کے گھر میں ہوگی اور یہ کہ آپ ﷺ کے حجرہ شریف ۱۶ اور مسجد میں منبر کے درمیان ریاض جنت کا ایک باغ ہے اور یہ کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کو اپنے وصال کا اختیار دیا۔ ۱۷

حدیث وفات میں آپ ﷺ کی بہت سی بزرگیاں اور معجزات شامل ہیں اور یہ کہ فرشتوں نے آپ ﷺ کے جسد اقدس پر صلوٰۃ وسلام پڑھا۔ اس روایت کی بنا پر جن کو ہم نے بعض علماء سے روایت کیا ہے اور یہ کہ ملک الموت نے آپ ﷺ سے اجازت طلب کی حالانکہ آپ ﷺ سے پہلے کسی سے اجازت قبض روح کی نہ مانگی اور بوقت غسل ایسی آوازیں سنی گئیں کہ آپ کی قمیض مبارک نہ اتارو۔ ۱۸

حضرت خضر علیہ السلام اور ملائکہ نے اہل بیت سے وصال کے بعد تعزیت کی یہاں تک کہ آپ ﷺ کے صحابہ پر آپ ﷺ کے معجزات، برکتیں بکثرت ظاہر ہوئیں۔ جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے چچا کے توسل سے بارش کی دعا کی اور بہت سے اصحاب نے آپ ﷺ کی آل سے برکتیں حاصل کیں۔ ۱۹

## ﴿حوالہ جات﴾

۱ دلائل النبوۃ للبیہقی ج: ۱، ص: ۱۱۳
۲ ایضاً ج: ۱، ص: ۸۰۔ ۸۳
۳ ایضاً ج: ۱، ص: ۱۱
۴ ایضاً ج: ۱، ص: ۱۲
۵ ایضاً ج: ۱، ص: ۱۲۶
۶ مجمع الزوائد ج: ۸، ص: ۲۲۰
۷ طبقات ابن سعد، ج: ۱، ص: ۱۲۰
۸ دلائل النبوۃ لابی نعیم ج: ۱، ص: ۱۶۷
۹ صحیح مسلم، ج: ۱، ص: ۲۶۷
۱۰ سنن ترمذی، ج: ۵، ص: ۲۵۰
۱۱ الخصائص الکبریٰ، ج: ۱، ص: ۹۱
۱۲ سنن ترمذی، ص: ۲۵۰
۱۳ الخصائص الکبریٰ، ج: ۱، ص: ۶۸
۱۴ ایضاً
۱۵ دلائل النبوۃ للبیہقی، ج: ۷، ص: ۱۶۵
۱۶ ایضاً، ص: ۲۵۹
۱۷ مستدرک، ج: ۳، ص: ۶۰
۱۸ سنن ابو داؤد، ج: ۳، ص: ۲۰۵ / دلائل النبوۃ للبیہقی، ج: ۷، ص: ۲۴۲
۱۹ صحیح بخاری، ج: ۱، ص: ۲۴

مخالفین کی عادت ہے کہ تقریباً ہر سال عید میلاد النبی ﷺ کے مبارک و مسعود موقع پر مسلمانان اہل سنت کے خلاف غیظ و غضب کا اظہار شروع کر دیتے ہیں اور امن عامہ و استحکام ملکی کی خلاف' فتنہ و فساد کا دروازہ کھول دیتے ہیں۔

عید قربان کے موقع پر گوجرانوالہ کے اہلحدیث حضرات کی طرف سے ایک پمفلٹ شائع کیا گیا' جس میں عید میلاد النبی ﷺ کو شرک و بدعت قرار دیا گیا۔ اس پمفلٹ میں کوئی خاص قابل ذکر بات تو موجود نہیں البتہ ایک مغالطہ دینے کی کوشش کی گئی ہے جس کا جواب اور رد ہماری مذہبی ذمہ داری ہے۔ اس پمفلٹ میں سارا زور اس بات پر صرف کیا گیا ہے کہ "بارہ ربیع الاول بالاتفاق اہل اسلام' حضور ﷺ کا یوم وفات ہے نہ کہ یوم ولادت! چونکہ حضور کی وفات کے دن' صحابہ واہل بیت رضوان اللہ علیہم اجمعین انتہائی غمزدہ تھے لہٰذا اس تاریخ کو خوشی کا اظہار کرنا' ان کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے"۔ گویا ان کے نزدیک بارہ ربیع الاول کا یوم ولادت ہونا مشکوک اور یوم وفات ہونا یقینی ہے۔

ہمارا جواب یہ ہے کہ تاریخ ولادت میں معمولی اختلاف کے باوجود' جمہور محققین واکثر علمائے امت کے نزدیک حضور ﷺ کا یوم ولادت بارہ ربیع الاول ہی ہے اور اسی پر امت کا عمل و تعامل ہے اور امت کا تعامل بجائے خود دلیل ہے۔

شریعت مطہرہ میں بطور شکریہ' یادگار و خوشی منانا جائز اور مستحسن ہے لیکن تین دن سے زیادہ سوگ منع ہے۔ اس لیے اہل اسلام وعلمائے امت نے ہمیشہ یوم ولادت منایا ہے' بطور سوگ و غم "یوم وفات" منانا ہر گز ثابت نہیں ہوا۔ ہم حیات النبی ﷺ کے قائل ہیں اور زندہ کا سوگ و غم منانا عقل و دیانت کے خلاف ہے۔ اگر مخالفین کے نزدیک بارہ ربیع الاول' ولادت کا نہیں بلکہ وفات کا دن ہے تو وہ یہ دن بطور یوم وفات ہی منالیا کریں۔ لیکن وہ بیچارے

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے



اب آیئے! آئمہ اسلام سے دریافت کریں کہ بارہ ربیع الاول حضور سید عالم نور مجسم' احمد مجتبیٰ' حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی ولادت کا دن ہے یا وفات کا؟

## قول اول: وفات رسول ﷺ یکم ربیع الاول

● ﴿قال یعقوب ابن سفیان عن یحییٰ بن بکیر عن اللیث انہ قال توفی رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین لیلۃ خلت من ربیع الاول﴾ ترجمہ: "روایت کیا یعقوب بن سفیان نے یحییٰ بن بکیر سے انہوں نے لیث سے انہوں نے کہا کہ وفات پائی رسول پاک ﷺ نے پیر کے دن ربیع الاول کی پہلی رات گزرنے پر"۔

● ﴿وقال فضل ابن دکین توفی رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین مستھل ربیع الاول﴾ ترجمہ: "کہا فضل ابن دکین نے کہ وفات پائی رسول خدا ﷺ نے ربیع الاول کا چاند چڑھتے ہی پیر کے دن"۔ [1]

## قول دوم: وفات رسول ﷺ دو ربیع الاول

● ﴿قال البیھقی انباء نا ابو عبد اللہ الحافظ قال انباء نا احمد بن حنبل (الیٰ آخر السند) وکان اول یوم مرض یوم السبت وکانت وفاتہ علیہ السلام یوم الاثنین لیلتین خلتا من شھر ربیع الاول﴾ ترجمہ: "کہا امام بیہقی نے کہ ہمیں ابو عبداللہ حافظ نے خبر دی انہوں نے کہا ہمیں احمد بن حنبل نے خبر دی (سند کے آخر تک) اور پہلے دن جب حضور ﷺ بیمار ہوئے ہفتے کا دن تھا اور آپ کی وفات پیر کے دن ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے پر ہوئی"۔ [2]

● ﴿قال الواقدی وقال سعد بن زھری توفی رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین لیلتین خلتا من ربیع الاول﴾ ترجمہ: "کہا واقدی نے اور کہا سعد بن زہری نے کہ وفات پائی رسول ﷺ نے پیر کے دن ربیع الاول کی دو راتیں گزرنے پر"۔

## قول سوم: وفات رسول ﷺ دس ربیع الاول

﴿عن ابن عباس ومات رسول اللہ ﷺ یوم الاثنین لعشر خلون من ربیع الاول﴾ [3]
ترجمہ: "حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فوت ہوئے رسول اللہ ﷺ پیر کے دن ربیع الاول کے دس دن گزرنے پر"۔

## قول چہارم: وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول

وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ یہ قول محمد ابن اسحاق کا ہے۔

### اقوال بالا کی تحقیق

مذکورہ بالا ائمہ نے فرمایا کہ تاریخ وفات یکم ربیع الاول ہے' بعض آئمہ نے فرمایا تاریخ وفات دو ربیع الاول ہے' بعض آئمہ نے فرمایا کہ تاریخ وفات دس ربیع الاول کو ہوئی' محمد بن اسحاق کی ایک روایت میں وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول کو بیان کی گئی ہے۔

مخالفین کہتے ہیں کہ اہل اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وفات رسول ﷺ بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ لیکن روایات بالا پڑھ کر آپ کو معلوم ہو چکا ہوگا کہ صرف ایک روایت میں بارہ ربیع الاول کو تاریخ وفات بتائی گئی ہے اور باقی روایات اس کے برعکس ہیں۔

● آخر میں مشہور سیرت نگار امام ابوالقاسم سہیلی رحمۃ اللہ علیہ کا فیصلہ پڑھیے۔ آپ فرماتے ہیں ﴿لا یتصور وقوع وفاته علیه السلام یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول من سنة احدی عشر وذالک لانه علیه السلام وقف فی حجة الوداع سنة عشر یوم الجمعة فکان اول ذی الحجة یوم الخمیس فعلی تقدیر ان تحسب الشهور تامة او ناقصة او بعضها تام وبعضها ناقص لا یتصور ان یکون یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول﴾ ترجمہ: ''حضور ﷺ کی وفات بارہ ربیع الاول کو کسی صورت میں بھی صحیح نہیں ہو سکتی کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ حضور ﷺ کی وفات ربیع الاول 11ھ بروز سوموار ہوئی اور 10ھ کا حج یعنی حجۃ الوداع بروز جمعہ ہوا۔ پس اس حساب سے ذی الحجہ کی پہلی تاریخ بروز خمیس (جمعرات) بنتی ہے۔ اس کے آگے ربیع الاول تک تمام مہینے تیس دن کے شمار کریں یا انتیس دن کے یا بعض تیس کے اور انتیس کے کسی صورت میں بھی بارہ ربیع الاول کو سوموار کا دن ہو ہی نہیں سکتا''۔

پس روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ کی وفات ربیع الاول کی اور جونسی تاریخ میں بھی ہو' بارہ ربیع الاول کو ہرگز نہیں کیونکہ یہ کسی بھی حساب سے درست نہیں۔

● علماء دیوبند کے پیشوا اشرفعلی تھانوی نشر الطیب' صفحہ: ۲۰۳ پر رقم طراز ہیں: ''اور وفات آپ کی شروع ربیع الاول سنہ دس ہجری' روز دوشنبہ کو قبل زوال یا بعد زوال آفتاب ہوئی''۔ اس کے بعد حاشیے پر لکھا ہے' ''اور تاریخ کی



تحقیق نہیں ہوئی اور بارہویں جو مشہور ہے وہ حساب درست نہیں ہوتا کیونکہ اس سال ذی الحجہ کی نویں جمعہ کی تھی اور یوم وفات دوشنبہ ثابت ہے پس جمعہ کو نویں ذی الحجہ ہو کر بارہ ربیع الاول کو کسی طرح نہیں ہو سکتی''۔

اس تحقیق کی روشنی میں مخالفین کا یہ کہنا غلط ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول کو حضور ﷺ کی وفات کی وجہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غمزدہ تھے۔ یہ بھی ثابت ہوا کہ بارہ ربیع الاول کے یوم ولادت ہونے پر امت کی اکثریت متفق ہے۔ جمہور محققین' مؤرخین اور امت کی اکثریت کا اتفاق ہے کہ یوم ولادت بارہ ربیع الاول بالاتفاق یوم وفات نہیں ہے۔ البتہ بارہ ربیع الاول روز دوشنبہ سوموار ہے۔ اس سلسلہ میں گو روایات مختلف ہیں مگر مشہور ترین قول کے مطابق جملہ اہل اسلام کے نزدیک قرن اول سے لے کر آج تک بارہ ربیع الاول ہی یوم ولادت ہے۔

### بارہ ربیع الاول تاریخ ولادت

● امام ابوبکر احمد بن الحسین البیہقی اپنی کتاب دلائل النبوت میں تحریر کرتے ہیں ﴿ولد رسول الله ﷺ یوم الاثنین عام الفیل لاثنتی عشرة لیلة مضت من شهر ربیع الاول﴾ ترجمہ: ''رسول کریم ﷺ کی ولادت' سوموار کے دن عام الفیل میں ماہ ربیع الاول کی بارہویں رات گزرنے پر ہوئی''۔

● اسی طرح امام احمد قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ (شارح بخاری) زرقانی علی المواہب' جلد: اول' صفحہ: ۱۳۲ میں فرماتے ہیں کہ ﴿والمشهور انه ﷺ ولد یوم الاثنین ثانی عشر ربیع الاول وعلیه اهل مکة قدیما وحدیثا وفی زیارتهم موضع مولده فی هذا الوقت﴾ ترجمہ: ''مشہور قول یہی ہے کہ پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو حضور ﷺ کی ولادت شریفہ ہوئی۔ اسی بات پر تمام اہل مکہ اگلے پچھلے متفق ہیں کہ وہ آج تک بارہ ربیع الاول کو حضور ﷺ کے مقام ولادت کی زیارت کرتے ہیں''۔

چونکہ حضور ﷺ کی ولادت مکہ مکرمہ میں ہوئی لہٰذا تاریخ ولادت کے معاملہ میں ان کی بات کو ترجیح دینا تقاضائے عقل کے عین مطابق ہے۔

● حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے مدارج النبوت میں سب سے پہلا یہ قول نقل کیا ہے کہ ولادت نبوی ﷺ بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ بعض اور اقوال نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں (قول اول اشہر و اکثر است وعمل اہل مکہ بریں است' زیارت کردن ایشاں موضع ولادت را دریں شب وخاندان مولود) ترجمہ: ''اکثر اہل اسلام کے درمیان مشہور ترین قول یہی ہے کہ آپ کی ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ اہل مکہ کا اسی پر عمل ہے کہ وہ بارہ ربیع

الاول کی رات کو حضور ﷺ کی جائے ولادت کی زیارت کرتے ہیں اور اس رات کو مولود خوانی کرتے ہیں''۔

اب ناظرین خود فیصلہ فرمائیں کہ ولادت کی تاریخ میں مکہ والوں کی بات معتبر ہے یا گوجرانوالہ' امرتسر اور روپڑ والوں کی؟

مسلم شریف کی ایک حدیث ملاحظہ ہو! مکہ والے کہتے ہیں کہ ولادت باسعادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی اور گھر والے بھی کہتے ہیں کہ ولادت بارہ ربیع الاول کو ہوئی لیکن مخالفین' بدستور ضد بازی سے کام لے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہدایت عطا فرمائے۔

## مزید حوالہ جات ملاحظہ ہوں

● علامہ محمد بن جریر طبری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''حضرت رسالت مآب ﷺ کی ولادت پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوئی''۔ ۵

● علامہ محمد بن اسحاق مطلبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ ''حضور ﷺ کی ولادت بارہ ربیع الاول عام الفیل دوشنبہ کے دن ہوئی''۔ ۶

● تاریخ ابن خلدون میں ہے کہ ''حضور ﷺ کی ولادت' بارہ ربیع الاول سنہ عام الفیل میں اس وقت ہوئی جب نوشیرواں کی حکومت کا چالیسواں سال تھا۔ ۷

● حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ﴿ولادت وے ﷺ روز دوشنبہ دوازدہم ربیع الاول﴾ یعنی حضور ﷺ کی ولادت پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو ہوئی۔ ۸

● اسعاف الراغبین برحاشیہ نور الابصار میں ہے کہ ''حضور ﷺ کی ولادت' دوشنبہ کے دن بارہ ربیع الاول کو صبح کے وقت ہوئی''۔ ۹

● علامہ عبدالواحد حنفی فرماتے ہیں کہ ''حضور ﷺ بارہ ربیع الاول کو دوشنبہ کے دن پیدا ہوئے''۔ ۱۰

● کتاب سیرت پاک میں ہے کہ ''یہ صحیح ہے کہ ربیع الاول میں ہی حضور ﷺ کی وفات ہوئی اور ربیع الاول ہی میں ولادت ہوئی۔ ولادت کی تاریخ میں اختلاف ہے تاہم اگر بارہویں کو تاریخ ولادت مان لی جائے تو کوئی تاریخی قباحت لازم نہیں آتی لیکن بارہویں کو وفات ماننا تو عقلاً ونقلاً ہر طرح غلط ہے''۔ ۱۱





## ولادت مصطفیٰ ﷺ کے روز ابلیس لعین کی آہ و بکا

امام ابوالقاسم سہیلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ابلیس چار مرتبہ رویا ہے ﴿حین لعن وحین اهبط وحین ولد رسول الله ﷺ وحین نزلت فاتحة﴾ ترجمہ: ''ابلیس اپنی پوری زندگی میں چار مرتبہ رویا۔ پہلی بار اس وقت (رویا) جب اس پر لعنت کی گئی اور پھر (دوسری بار اس وقت رویا) جب اس کو راندۂ درگار کیا گیا اور پھر (تیسری مرتبہ اس وقت رویا) جب حضور ﷺ کی ولادت باسعادت ہوئی اور (چوتھی بار اس وقت رویا) جب سورۃ فاتحہ اتاری گئی''۔ ۱۲

اب بارہ ربیع الاول کو غم کا دن کہہ کر شریک غم ہونے والے خود سوچ لیں کہ وہ کس کے شریک غم ہیں۔

## محفل میلاد کی اصل حیثیت

محفل میلاد کی اصل حیثیت یہ ہے کہ تلاوت قرآن' نعت خوانی کے علاوہ حضور ﷺ کی ولادت کا ذکر ہوتا ہے۔ فضائل ومناقب بیان ہوتے ہیں اور اسلام کی تعلیمات پر تقاریر ہوتی ہیں۔ تعظیم رسول ﷺ شرعاً مطلوب ہے جیسا کہ حکم قرآنی ہے ﴿وتعزروه وتوقروه ...... الآیہ﴾ ترجمہ: ''اور اس (اللہ کے رسول ﷺ) کی مدد کرو اور تعظیم وتکریم کرو''۔ صاحب روح البیان نے اس آیت کے تحت لکھا ہے ﴿ومن تعظیمه ﷺ عمل المولد﴾ ترجمہ: ''میلاد منانا حضور ﷺ کی تعظیم میں داخل ہے''۔

بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ ہم میلاد کی اصلیت شرع سے ثابت مانتے ہیں لیکن موجودہ ہیئت کذائی اور صورت مجموعی پر ہمیں اعتراض ہے۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ جس چیز کی اصلیت شرع سے ثابت ہو اور اس کی ہیئت انفرادی' قرآن یا سنت میں موجود ہو وہ کسی ہیئت مباحہ (جائز شکل وصورت) کے لاحق ہونے سے ممنوع نہیں ہو سکتی۔

بہت سی ایسی چیزیں ہیں جو اپنی موجودہ صورت میں حضور ﷺ یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دور میں نہیں تھیں اور بعد میں نکالی گئیں مگر آج کل تمام لوگ انہیں کار خیر سمجھتے ہیں مثال کے طور پر

1. پختہ مساجد (بلند مینار اور محراب)
2. دینی مدارس اور ان کا نصاب تعلیم
3. قرآن پاک پر اعراب اور پاروں' رکوعوں اور رموز اوقاف کی تلقین
4. مسافر خانے
5. احادیث کی کتابیں' اسناد و اقسام وغیرہ
6. مصافحہ بوقت رخصت
7. اذان کے لیے منبر

⑧ وعظ وتبلیغ کا مروجہ طریقہ (مثلاً اشتہار چھاپ کر، اسٹیج بچھا کر، لاؤڈ سپیکر لگا کر، لحن وسرور کے انداز میں یا چند ماہ کے تبلیغی چلے کٹوا کر تبلیغ)

⑨ سیرت کانفرنس

⑩ سیاسی یا دینی جلوس

⑪ نماز میں زبان سے نیت کرنا

⑫ زکوۃ میں موجودہ سکہ رائج الوقت ادا کرنا

⑬ بذریعہ ہوائی جہاز حج کرنا

⑭ تدوین کتب اور ترتیب دلائل

⑮ طریقت کے چاروں سلاسل کے مشاغل، مراقبے، وظائف اور ذکر کی اقسام

⑯ شریعت کے چاروں سلاسل اور ان کے اجتہادی کارنامے وغیرہم

مخالفین میلاد جس دلیل سے ان تمام مذکورہ بالا امور کو جائز، صحیح اور مستحسن کہتے ہیں (حالانکہ یہ تمام امور زمانہ نبوی ﷺ یا قرونِ اولیٰ میں نہ تھے) کیا بطور الزام خصم، اسی دلیل سے محفل میلاد اور جلوس کا صحیح اور درست ہونا ثابت نہیں ہوتا؟

علم اصول کا قاعدہ ہے جسے شامی اور ابن ہمام وغیرہما نے بیان کیا ہے کہ "شافعیہ اور حنفیہ کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اصل تمام اشیاء میں اباحت اور جواز ہے"۔ جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوۃ اور اشعۃ اللمعات میں بھی یہی مذکور ہے۔ پس ثابت ہوا کہ جس چیز کی ممانعت شرع میں ثابت ہو جائے وہ ممنوع اور حرام ہے اور جس چیز کی ممانعت پر دلیل شرعی نہ ہو وہ جائز ومباح ہے۔

جو شخص جس چیز یا فعل کو ناجائز، حرام یا مکروہ کہتا ہے اس پر واجب ہے کہ اپنے دعویٰ پر دلیل شرعی قائم کرے جائز ومباح کہنے والوں کو ہرگز دلیل کی حاجت نہیں کیونکہ اس چیز کی ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہ ہونا ہی جواز کی دلیل ہے۔

جامع ترمذی وسنن ابن ماجہ میں حضرت سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ﴿الحلال ما احل اللہ فی کتابہ والحرام ما حرم اللہ فی کتابہ وما سکت عنہ فھو مما عفا عنہ﴾ ترجمہ: "حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال کیا اور حرام وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حرام کیا اور جس پر سکوت فرمایا وہ اللہ کی طرف سے معاف ہے اس کے کرنے پر کچھ گناہ نہیں"۔

اس حدیث کی روشنی میں ثابت ہوا کہ امور متنازعہ فیہا (میلاد شریف وجلوس وقیام وسلام) کے جواز پر ہمیں کوئی دلیل قائم کرنے کی ضرورت ہی نہیں۔ شرع سے ممانعت ثابت نہ ہونا ہی ہمارے لیے دلیل ہے۔ لہٰذا ہم



(اہل سنت) سے دلیل وسند مانگنا مخالفین کی بے علمی وجہالت ہے۔ ہم کہتے ہیں تم تو میلاد وجلوس کو ناجائز وحرام اور بدعت سیئہ کہتے ہو، تم ثبوت دو کہ خدا اور رسول نے ان چیزوں کو کہاں ناجائز وحرام قرار فرمایا ہے؟؟ اگر ثبوت نہ دو اور ان شاء اللہ ہرگز نہ دے سکو گے تو یاد رکھو تم نے اللہ ورسول پر افتراء باندھا ہے۔

## ﴿حوالہ جات﴾


۱ البدایہ والنہایہ

۲ ایضاً

۳ ایضاً، ج: پنجم، ص: ۲۵۴ تا ۲۵۶

۵ تاریخ طبری، ج: سوم، ص: ۳۳۹

۶ سیرت ابن ہشام، ج: اول، ص: ۱۵۳

۷ تاریخ ابن خلدون، ج: اول، ص: ۲۸۹

۸ شواہد النبوۃ، ص: ۲۲

۹ اسعاف الراغبین، ج: اول، ص: ۶

۱۰ عجائب القصص، ص: ۲۳۷

۱۱ سیرت پاک، ص: ۱۷۵

۱۲ البدایہ والنہایہ، ج: دوم، ص: ۲۶۶ / خصائص کبریٰ، ج: اول، ص: ۱۱۰


*******

## غزل امام احمد رضا خاں بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

انبیاء کو بھی اجل آنی ہے — مگر ایسی کہ فقط آنی ہے
پھر اسی آن کے بعد ان کی حیات — مثل سابق وہی جسمانی ہے
روح تو سب کی ہے زندہ ان کا — جسم پُر نور بھی روحانی ہے
اوروں کی روح ہو کتنی ہی لطیف — ان کے اجسام کی کب ثانی ہے
پاؤں جس خاک پہ رکھ دیں وہ بھی — روح ہے پاک ہے نورانی ہے
اس کی ازواج کو جائز ہے نکاح — اس کا ترکہ بٹے جو فانی ہے
یہ ہیں حی ابدی ان کو رضا — صدق وعدہ کی قضا مانی ہے

# عید میلاد النبی ﷺ ثبوت و برکات

علامہ مفتی محمد شریف الحق امجدی رحمۃ اللہ علیہ

محفل میلاد شریف جس ہیئت کے ساتھ اس زمانہ میں رائج و معمول ہے وہ بلاشبہ جائز و مستحسن اور باعث خیر و برکت ہے۔ پوری دنیائے اسلام میں یہ برسہا برس سے رائج و معمول ہے۔ اجلہ علمائے کرام محدثین وفقہائے عظام نے اس کے جواز واستحسان کی تصریحیں کی ہیں اور بلاشبہ قرآن وحدیث سے اس کا جواز واستحسان ثابت ہے۔

احکام شرعیہ دو قسم کے ہیں۔ اول وہ جن کے اوقات اور ہیئت کی مقدار معین ہے۔ ان کے لیے احادیث میں پوری تفاصیل موجود ہیں کہ فلاں وقت کی جائیں' اس ہیئت سے ادا کی جائیں' اتنی مقدار میں ادا کی جائیں مثلاً نماز' روزہ' زکوٰۃ' حج وغیرہ۔ ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ شریعت نے جس وقت اور جس ہیئت سے ادا کرنے کا حکم دیا ہے اسی طرح ادا کی جائیں۔ ان میں کمی بیشی یا ردوبدل جائز نہیں مثلاً نماز کے لیے متعین ہے کہ دو رکعت سے کم نہ پڑھی جائے' ہر رکعت میں ایک قیام' ایک رکوع' دو سجدے ہوں۔ پہلے قیام ہو پھر رکوع ہو پھر سجدے ہوں۔ ہر دو رکعت پر قعدہ ہو۔ روزے کے لیے تعین ہے کہ صبح صادق سے لے کر غروب آفتاب تک ہی ہو رات میں نہ ہو وغیرہ وغیرہ

دوسرے وہ جن کا حکم مطلق ہے۔ ان کے لیے نہ وقت مقرر ہے' نہ ہیئت' نہ مقدار۔ جیسے تلاوت قرآن مجید' ذکر خدا و ذکر مصطفیٰ ﷺ' درود شریف وغیرہ۔ ان کا حکم یہ ہے کہ کرنے والا جس وقت چاہے کرے' جس طرح چاہے کرے' جس مقدار میں چاہے کرے۔

اصول الشاشی وغیرہ تمام اصول فقہ کی کتابوں میں تصریح ہے کہ ﴿حکم المطلق ان الآتی فرد کان آتیا للمامور به﴾ یعنی مطلق کا حکم یہ ہے کہ جس فرد کو بھی کوئی ادا کرے گا' مامور بہ کو ادا کرے گا۔ مثلاً ایک شخص روزانہ نماز فجر کے بعد قبلہ رخ چہار زانو بیٹھ کر قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔ قرآن وحدیث میں کہیں ذکر نہیں کہ نماز فجر کے بعد تلاوت کرو۔ اس کے باوجود اس وقت اس طرح تلاوت کرنا عبادت اور کار ثواب ہے۔ تلاوت کا حکم مطلق ہے' ہم جس طرح جس وقت بھی تلاوت کریں گے وہ خدا کی عبادت ہی ہوگی جب تک کہ کسی خاص وقت کی ممانعت نہ ہو۔ میلاد شریف اور اس میں قیام وسلام اسی دوسری قسم میں داخل ہے۔



قرآن مجید میں فرمایا گیا ﴿واما بنعمة ربك فحدث﴾ ترجمہ: ''اپنے رب کی نعمت کا خوب خوب چرچا کرو''۔ اور فرمایا گیا ﴿قل بفضل الله وبرحمته فبذلك فليفرحوا﴾ ترجمہ: فرمادو اللہ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی مناؤ''۔

ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ عزوجل کا سب سے بڑا فضل اور اس کی سب سے بڑی نعمت اور رحمت حضور اقدس سید عالم ﷺ ہیں۔ جب اللہ عزوجل نے اپنی ہر نعمت کا زیادہ سے زیادہ چرچا کرنے اور ہر فضل ورحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے تو جو اللہ عزوجل کی سب سے بڑی رحمت ونعمت اور فضل ہیں ان کا زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے اور ان پر زیادہ سے زیادہ خوشی منانے کا حکم ان آیتوں سے ثابت ہو گیا۔ یہاں بھی اللہ عزوجل نے زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے اور خوشی منانے کا مطلق حکم دیا ہے۔ اس کی کوئی تعیین وتخصیص نہیں فرمائی۔ لہٰذا زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے اور خوشی منانے کا جو بھی جائز طریقہ ہو سب اس میں داخل ہیں۔ جب تک کہ کسی خاص طریقہ سے شریعت میں اس کی ممانعت نہ آئی ہو۔ میلاد شریف کی محفل اور میلاد النبی کا جلوس یہ سب اس کی فرع ہیں کہ یہ ضرور بالضرور زیادہ سے زیادہ ذکر کرنے اور خوشی منانے کا ایک طریقہ ہے' جس سے شریعت میں کوئی ممانعت نہیں بلکہ اس کا ثبوت ہے۔

جب حضور اقدس ﷺ ہجرت کے بعد مدینہ طیبہ میں داخل ہوئے تو صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم نے بہت عظیم الشان جلوس نکالا تھا۔ اسی طرح غزوۂ تبوک پر واپسی سے بے مثال جلوس نکالا تھا۔ ہجرت والے جلوس میں جوش مسرت میں یارسول اللہ' یارسول اللہ کے نعرہ بھی لگائے تھے۔ مسلم شریف' جلد: ثانی' ص: ۴۱۹ پر ہے ﴿ينادون يا محمد يا رسول الله' يا محمد يا رسول الله﴾

اس سے ثابت ہوا کہ حضور اقدس ﷺ کی عظمت ظاہر کرنے کے لیے جلوس نکالنا اور اس میں یارسول اللہ کا نعرہ لگانا صحابۂ کرام کی سنت ہے۔ اسے بدعت یا شرک کہنا صحابۂ کرام کو بدعتی یا مشرک بتانا ہے بلکہ خود حضور اقدس سید عالم ﷺ کو بھی' اس لیے کہ اس جلوس میں حضور اقدس سرور عالم ﷺ بنفس نفیس تشریف فرما تھے۔ حضور ﷺ کے سامنے ہی یارسول اللہ کا نعرہ لگا' حضور ﷺ نے اس کو سنا اور صحابۂ کرام کو منع نہیں فرمایا تو حضور بھی بقول مخالفین اسی زمرے میں داخل ہو گئے۔

حدیث میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿صوموا لا ثنين لانى فيه ولدت﴾ ترجمہ: ''دو

شنبہ (پیر) کو روزہ رکھو اس لیے کہ میں اسی دن پیدا ہوا''۔ اس سے ثابت ہوا کہ یوم ولادت کی یاد باقی رکھنے کے لیے روزہ رکھنا مسنون ہے۔ اسی کے حکم میں ہر کار خیر ہے۔ میلاد شریف کی محفل بلاشبہ اللہ عزوجل اور رسول اللہ ﷺ کے ذکر کی محفل ہے اور بلاشبہ کار خیر ہے۔ حضور اقدس رحمت عالم ﷺ کی ولادت کی بشارت ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے جب اس کو دی تو اس خوشی میں اس نے ثویبہ کو آزاد کر دیا۔ ابولہب کے مرنے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے اس کو خواب میں دیکھا تو پوچھا کیا حال ہے؟ اس نے بتایا کہ جہنم میں ہوں مگر ہر دو شنبہ (پیر) کو عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے اور ان دو انگلیوں سے پانی چوستا ہوں۔ یہ اس کا انعام ہے کہ جب ثویبہ نے ولادت اقدس کی بشارت دی تھی تو میں نے اسے آزاد کر دیا تھا اور اس کو دودھ پلانے کا حکم دیا تھا۔

اس پر علامہ ابوالخیر شمس الدین ابن جزری فرماتے ہیں ﴿فاذا کان ھذا الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی فی النار بفرحه لیلة مولده به فما حال المسلم الموحد من امته علیه السلام یسر بمولوده ویبذل ما اتصل الیه قدرته فی محبته صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم لعمری انما یکون جزاءه من اللہ الکریم ان یدخله جنات النعیم ولا زال اھل الاسلام یحتفلون بشهر مولده علیه الصلوة والسلام ویعملون الولائم ویتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات ویظهرون السرور ویزیدون فی المبرات ویعتنون بقراءة مولده الکریم ویظهر علیهم من برکاته کل فضل عمیم ومما جرب من خواصه انه امان فی ذلک العام وبشریٰ عاجلة بنیل البغیة والمرام فرحم اللہ امرا اتخذ لیالی شهر مولده المبارک اعیادا لیکون اشد علة علی من فی قلبه مرض وعینه داء﴾ ترجمہ: ''جب کہ اس کافر کو جس کی مذمت میں قرآن نازل ہوا' ولادت کی خوشی پر یہ انعام ملا تو حضور اقدس ﷺ کا مسلمان امتی اگر ولادت اقدس پر خوشی منائے اور حضور کی محبت میں مقدرت بھر خرچ کرے اس کا کیا حال ہوگا؟ بقسم اس کا انعام رب کریم کی طرف سے جنات نعیم ہے۔

مسلمان مدت دراز سے شہر ربیع الاول کا اہتمام کرتے ہیں' کھانا کھلاتے ہیں' ہر قسم کی خیرات کرتے ہیں' خوشی ظاہر کرتے ہیں اور واقعہ ولادت پڑھنے کا اہتمام کرتے ہیں۔ اس کی برکت سے ان پر ہر طرح کا فضل عظیم ظاہر ہوتا ہے۔ میلاد شریف کے خواص میں سے مجرب ہے کہ یہ اس سال کے لیے امان ہے اور مقصد حاصل کرنے کے لیے بشارت عاجلہ ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر اپنی رحمت نازل فرمائے جو ربیع الاول شریف کی مبارک راتوں کو عید منائے تاکہ جس کے دل میں بیماری ہو اسے جلن پیدا ہو''۔



علامہ خطیب احمد قسطلانی شارح بخاری نے اور علامہ عبدالباقی زرقانی نے اس کو مواہب اللدنیہ اور اس کی شرح میں نقل فرمایا اور اس کو باقی رکھا۔ اس کا مطلب ہے کہ یہ حضرات اس سے متفق ہیں۔

سند الحفاظ علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری نے اس کے استحسان پر اس حدیث شریف سے استدلال فرمایا کہ حضور اقدس سرور عالم ﷺ جب مدینہ طیبہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ یوم عاشورہ کو روزہ رکھتے ہیں۔ دریافت فرمایا اس دن کیوں روزہ رکھتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ اس دن اللہ نے فرعون کو غرق فرمایا تھا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس پر روزہ رکھا تھا ہم بھی رکھتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم سے زیادہ موسیٰ علیہ السلام کی اتباع کے ہم حقدار ہیں۔ حضور ﷺ نے بھی اس دن روزہ رکھا۔ اس پر فرماتے ہیں ﴿ویستفاد منه فعل الشکر علیٰ ما من به فی یوم معین وای نعمة اعظم من بروز نبی الرحمة' والشکر یحصل بانواع العبادة کالسجود' والقیام' والصدقة' والتلاوة﴾ ترجمہ: ''اس سے یہ فائدہ حاصل ہوا کہ جس دن اللہ تعالیٰ نے کوئی احسان فرمایا ہو اس دن اللہ کے شکر میں کچھ کرنا چاہیے اور نبی رحمت کی آمد سے بڑھ کر کون سی رحمت ہے؟ شکر کا طریقہ مختلف عبادتیں کرنا ہے جیسے سجدہ' روزہ اور تلاوت''۔ علامہ عبدالباقی زرقانی شرح مواہب میں اسے نقل کر کے فرماتے ہیں ﴿وسبقه الیٰ ذلک الحافظ ابن رجب﴾ ترجمہ: ''علامہ ابن حجر سے پہلے حافظ ابن رجب اس سے استدلال کر چکے ہیں''۔

خاتم الحفاظ امام جلال الدین السیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے جواز پر اس حدیث سے استدلال فرمایا کہ حضور اقدس سرور عالم ﷺ نے اپنا عقیقہ فرمایا۔ وہ فرماتے ہیں ﴿لا تعاد العقیقة مرة ثانیة فیحمل علیٰ انه فعله شکرا فکذالک یستحب لنا اظهار الشکر بمولده بالاجتماع واطعام الطعام ونحو ذلک من وجوه القربات﴾ ترجمہ: ''عقیقہ دوبارہ نہیں ہوتا۔ اس کو اس پر حمل کیا جائے گا کہ اس کو حضور ﷺ نے بطور شکر کیا۔ ایسے ہی ہمارے لیے مستحب ہے کہ ولادت اقدس پر شکر کے اظہار کے لیے اکٹھے ہوں اور کھانا کھلائیں اور اس کے مثل دوسرے نیک کام کریں''۔ لـ

شیخ الدلائل شیخ احمد عبدالحق مہاجر الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اکلیل'' شرح مدارک التنزیل میں ان سب باتوں کو نقل فرمایا۔ علاوہ ازیں انہوں نے نقل کیا کہ علامہ شمس الدین محمد سخاوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ﴿واصل عمل المولد الشریف لم ینقل عن احد من السلف الصالح فی القرون الثلاثة الفاضلة والماحدثت

بعدها بالمقاصد الحسنة والنية التی للاخلاص شاملة ثم لازال اهل الاسلام فی سائر الاقطار والمدن العظام یحتفلون فی شهر مولده صلی الله علیه وسلم وشرف وکرم بعمل الولائم البدیعة والمطاعم المشتملة علی الامور البهیجة الرفیعة ویتصدقون فی لیالیه بانواع الصدقات ویظهرون المسرات ویزیدون فی المبرات بل یعتنون بقراءة مولده الکریم ویظهر علیهم من برکانه کل فضل عظیم عمیم بحیث کان مما جرب کما قال الامام شمس الدین الجزری المقری المقرب ومن خواصه انه امان تام فی ذلک العام وبشریٰ تاجیل بنیل ما یبتغیٰ ویرام ﴾ ۲

اس عبارت کا بھی حاصل وہی ہے جو اوپر والی عبارت کا ہے۔ پھر نقل فرمایا ﴿قال واکثرهم بذالک عنایة اهل مصر والشام ﴾ ترجمہ: ''میلاد شریف کا سب سے زیادہ احترام مصر اور شام والے کرتے ہیں''۔ پھر فرمایا ﴿واما ملوک الاندلس والغرب فلهم فیه لیلة تسیر بها الرکبان یجتمع فیها ائمة علماء الاعلام فتعلوها بین اهل الکفر کلمة الایمان واظن اهل الروم لایتخلفون عن ذلک وبلاد الهند تزید علی غیرها بکثیر ﴾ ترجمہ: ''شاہانِ اندلس اور مغرب، ربیع الاول کی ایک رات میں اتنا اہتمام کرتے ہیں کہ لوگ سواریوں پر چل کر آتے ہیں۔ وہاں کے ائمہ اعلام وعلمائے کرام اکٹھا ہوتے ہیں۔ اس سے کافروں کے درمیان کلمہ ایمان بلند ہوتا ہے۔ میرا گمان ہے کہ اہل روم بھی اس سے پیچھے نہیں رہتے اور بلادِ ہند سب سے بڑھ کر اس میں حصہ لیتا ہے''۔

شیخ احمد عبدالحق مزید فرماتے ہیں ﴿واما بعجم فمن حیث دخل هذا الشهر والزمان المکرم لاهلها مجالس فخام من انواع الطعام للقراء الکرام والعلماء العظام وللفقراء الخاص والعام وقراءة الختمات والتلاوات المتلویات والانشادات المعتمدات واجناس المبرات والخیرات والواع السرور واصناف الحبور ومن تعظیم مشائخهم وعلمائهم هذا المولد العظیم والمجلس المکرم انه لا یاباه احد فی حضوره رجاء ادراک نوره وسروره ﴾ ترجمہ: ''جب یہ عظمت والا مہینہ (ربیع الاول) داخل ہوتا ہے تو عجم والے بڑی بڑی محفلیں منعقد کرتے ہیں، جس میں قراء، علماء، فقراء کے لیے قسم قسم کے کھانے تیار کرتے ہیں۔ مسلسل قرآن مجید کی تلاوتیں ہوتی ہیں اور معتمد اشعار پڑھے جاتے ہیں۔ قسم قسم کی خیرات ہوتی ہے۔ طرح طرح کی خوشی ظاہر کرتے ہیں۔ چونکہ علمائے کرام



اور مشائخ عظام اس میلاد پاک اور محفل کا ادب بجالاتے ہیں، اس لیے ہر شخص اس محفل پاک کے نور و سرور کے حصول کی امید پر بلا انکار اس میں شریک ہوتا ہے''۔ پھر نقل فرمایا ﴿قال السخاوی واما اهل مکة فیتوجهون الی محل مولده رجاء بلوغ کل منهم بذلک بمقصده و یزید اهتمامهم به علیٰ یوم العید حتی قل ان یخلف عنه احد من صالح وطالح لا سیما الشریف صاحب الحجاز واهل المدینة به وعلیٰ فعله اقبال وکان للملک المظفر صاحب اربل رحمه الله بذالک فیها اتم العنایة واهتمامها مع شانه جاوز الغایة اثنیٰ علیه به العلامة ابو شامه احد شیوخ النووی وقال مثل هذا الحسن یندب علیه ویشکر فاعله و یثنیٰ علیه . زاد ابن الجزری ولم یکن فی ذلک الا ارغام الشیطان وسرور الایمان ﴾ ۳ ترجمہ: ''علامہ سخاوی فرماتے ہیں کہ مکہ والے شب ولادت میں (جائے ولادت اقدس) کی زیارت کرنے جاتے ہیں۔ اس امید پر کہ اس سے ان کا مقصد پورا ہوگا اور اس کا اہتمام عید کے دن سے زیادہ کرتے ہیں۔ نیک و بد تمام جاتے ہیں۔ شاید ہی کوئی رہ جاتا ہو۔ خصوصاً حاکم حجاز شریف مکہ اور مدینہ والے بھی اس دن جشن کرتے ہیں۔ شہنشاہ اربل مظفر رحمۃ اللہ علیہ اس کا بہت زیادہ اہتمام کرتے تھے، جتنا وہ کر سکتے تھے۔ اس پر علامہ ابو شامہ نووی کے استاذ نے ان کی تعریف کی۔ انہوں نے یہ بھی فرمایا کہ یہ اچھی اور مستحب چیز ہے۔ اس کے کرنے والے کی تعریف کرنی چاہیے۔ ابن جزری نے اتنا اور بڑھایا کہ اس میں شیطان کی ناک خاک آلود کرنا ہے، اور اہل ایمان کا سرور ہے''۔

رہ گیا مخالفین کا یہ اعتراض کہ چونکہ میلاد شریف قرونِ ثلاثہ میں نہیں تھی اس لیے بدعت اور گمراہی ہے' یہ ان کی جہالت بلکہ گمراہی ہے۔ اس لیے کہ اگر ان کی یہ بات مان لی جائے تو پھر ان کا سارے کا سارا کاروبار بدعت و گمراہی ٹھہر گیا۔ ان کے مدرسوں میں جو کتابیں پڑھائی جاتی ہیں، قاعدہ بغدادی سے لے کر یہ ایک بھی ان کے قرون میں نہیں تھیں حتیٰ کہ بخاری شریف بھی۔ بخاری شریف تو تیسری ہجری میں لکھی گئی۔

ان کے اس قول کا رد خود حدیث صحیح میں موجود ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں حضرت جریر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے ارشاد فرمایا ﴿من سن فی الاسلام سنة حسنة فله اجرها واجر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اجورهم شیئی ومن سن فی الاسلام سنة سیئة کان علیه وزرها ووزر من عمل بها من بعده من غیر ان ینقص من اوزارهم شیئی ﴾ ۴ ترجمہ: ''جس نے اسلام میں اچھا طریقہ ایجاد کیا، اسے اس کا ثواب ملے گا اور جتنے لوگ اس پر اس کے بعد عمل کریں گے ان کے

برابر اسے ثواب ملے گا اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ جو اسلام میں کوئی بُرا طریقہ ایجاد کرے گا اس پر اس کا وبال ہوگا، اس کے بعد جتنے لوگ اس پر عمل کریں گے سب کا وبال اس پر ہوگا اور عمل کرنے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی''۔

اس سے معلوم ہوا کہ نو ایجاد چیز اچھی ہو تو موجب ثواب بھی ہوسکتی ہے اور بُری باعث گناہ بھی۔ اچھائی اور برائی کا معیار یہ ہے کہ جو نو ایجاد چیز کسی سنت کے مزاحم ہو وہ مذموم وضلالت ہے۔ جو نو ایجاد چیز کسی سنت کے مزاحم نہ ہو وہ مذموم نہیں۔ اگر اس میں دینی فوائد ہوں تو محمود و مستحسن اور باعث ثواب ہے۔

مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے ﴿قال الشافعی رحمه الله تعالیٰ ما احدث مما یخالف الکتاب او السنة او الاثر او الاجماع فهو ضلالة وما احدث من الخیر مما لا یخالف شیئاً من ذلک فلیس بمذموم﴾ ترجمہ: ''امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو چیز کتاب یا سنت یا اثر یا اجماع کے مخالف ہو وہ گمراہی ہے اور جو اچھی بات ایسی ایجاد کی جائے جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو وہ مذموم نہیں''۔

اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے ﴿من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد﴾ ترجمہ: ''جس نے دین اسلام میں ایسی بات ایجاد کی جو اسلام سے نہیں وہ قابل قبول نہیں''۔ اس کے تحت اسی مرقاۃ میں ہے کہ ﴿المعنیٰ من احدث فی الاسلام رایا لم یکن له من الکتاب والسنة سند ظاهر او خفی ملفوظ او مستنبط فهو مردود علیه وفی قوله ما لیس منه اشارة الیٰ ان احداث ما لا ینازع للکتاب والسنة کما سنقرره بعد لیس بمذموم﴾ ترجمہ: ''اس حدیث سے مراد یہ ہے کہ جس نے اسلام میں ایسی بات ایجاد کی جس کے لیے کتاب وسنت سے کوئی سند نہ ہو نہ ظاہر نہ خفی، نہ ملفوظ نہ مستنبط وہ مردود ہے۔ حضور ﷺ کے ارشاد ﴿ما لیس منه﴾ میں اشارہ ہے کہ ایسی بات ایجاد کرنا جو کتاب وسنت کے مخالف نہ ہو وہ مذموم نہیں''۔

رہ گئی یہ بات کہ محفل میلاد شریف اچھی ہے یا بری، ذکر خدا ورسول کو کون بُرا کہہ سکتا ہے؟ علاوہ ازیں آپ دیکھ چکے کہ اجلہ علمائے کرام جو بالاتفاق مقتدائے امت ہیں، انہوں نے اس کے جواز اور استحسان کی تصریحیں کی ہیں اور احادیث کریمہ سے اس کی سندیں بیان فرمائی ہیں۔

مقتدائے وقت، علامہ عثمان بن حسن دمیاطی اپنے رسالہ ''اثبات قیام'' میں فرماتے ہیں ﴿اجاب بذالک الامام المحقق الولی ابو ذرعة العراقی حین سئل عن فعل المولد مستحب او مکروه فاجاب بقوله الولیمة والطعام مستحب کل وقت فکیف اذا انضم الیٰ ذالک السرور بظهور نور النبوة





فی هذا الشهر الشرف ولا یلزم من کونه بدعة کونه مکروها فکم من بدعة مستحبة بل واجبة﴾ ترجمہ: ''امام محقق ابوذرعہ سے سوال کیا گیا کہ میلاد شریف کرنا مستحب ہے یا مکروہ؟ جواب دیا کہ دعوت اور کھانا ہر وقت مستحب ہے تو کیسے ناجائز ہو جائے گا کہ اس کے ساتھ یہ خوشی مل جائے کہ اس مبارک مہینے میں نور نبوت کا ظہور ہوا۔ بدعت ہونے سے مکروہ ہونا لازم نہیں آتا۔ بہت سی بدعت مستحب ہیں بلکہ واجب ہیں''۔

زرقانی علی المواهب میں ہے ﴿وانها حسنة قال السیوطی وهو مقتضی کلام ابن الحاج فی مدخله فانه انما ذم ما احتویٰ علیه من المحرمات مع تصریحه قبل بانه ینبغی تخصیص هذا الشهر بزیادة فعل البر وکثرة الصدقات والخیر وغیر ذالک من وجوه القربات وهذا هو عمل المولد المستحسن والحافظ ابو الخطاب ابن دحیة الف فی ذالک التنویر فی مولد البشیر النذیر واختاره ابو الطیب السبطی نزیل قوص والاول اظهر لما اشتمل علیه من الخیر الکثیر﴾ ترجمہ: ''یہ بدعت حسنہ ہے۔ علامہ سیوطی نے فرمایا مدخل میں ابن الحاج کے کلام کا یہی مقتضا ہے۔ انہوں نے برائی ان باتوں کی بیان کی ہے جو اس محفل میں ناجائز ہوتی ہیں۔ (مثلاً مزامیر، باجے وغیرہ) وہ پہلے خود یہ تصریح کر چکے ہیں کہ اس مہینہ (ربیع الاول) کو صدقات وخیرات کی کثرت کے لیے اور دیگر اچھے کاموں کی زیادتی کے لیے خاص کرنا چاہیے۔ یہی مستحسن میلاد شریف ہے۔ حافظ ابوالخطاب ابن دحیہ نے اس بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے جس کا نام ''التنویر فی مولد البشیر النذیر'' ہے۔ اسی کو ابوالطیب سبطی نے اختیار فرمایا ہے کہ اس کا بدعت حسنہ ہونا ہی زیادہ ظاہر ہے۔ اس لیے کہ یہ بے شمار خیر پر مشتمل ہے''۔

حضرت علامہ عبدالباقی زرقانی سب مباحث کا خلاصہ یہ لکھتے ہیں ﴿والحاصل ان عمله بدعة لکنه اشتمل علی محاسن وضدها ومن تحری المحاسن واجتنب ضدها کانت بدعة حسنة ومن لا فلا﴾ ترجمہ: ''خلاصۂ کلام یہ ہے کہ اس زمانے میں اس محفل میں کچھ ناروا باتیں شامل ہوگئی ہیں۔ مثلاً مزامیر وغیرہ تو اگر محفل میں کوئی ناروا بات ہے تو ممنوع اور ہرگز ناجائز بات سے محفل خالی ہے تو بدعت حسنہ ہے''۔ ۵

ثویبہ کا واقعہ نقل کر کے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ﴿ایں جا سند است مراہل موالید را کہ سروری کنند و بذل اموال نمایند﴾ ترجمہ: ''میلاد کی محفل کرنے والوں کے لیے یہ سند ہے کہ خوشی کرتے ہیں اور اپنے مال خرچ کرتے ہیں''۔

**خلاصہ کلام:**

خلاصہ کلام یہ نکلا کہ مروجہ محفل میلاد شریف بلا کسی شک وتردد کے جائز و مستحسن اور باعث ثواب ہے۔ اس کی اصل قرآن مجید کی متعدد آیتوں اور احادیث کریمہ سے ثابت ہے اور اجلہ علمائے کرام جو تمام امت کے نزدیک معتمد ہیں اس کے جواز واستحسان کے قائل ہیں۔ مثلاً سند الحفاظ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری، خاتم الحفاظ علامہ جلال الدین سیوطی، علامہ احمد خطیب قسطلانی شارح بخاری، شیخ القراء علامہ جزری، علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی، علامہ حلبی، حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی وغیرہم رحمہم اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین۔

مانعین کے معتمد، ماضی قریب کے شیخ العرب والعجم شیخ الدلائل علامہ احمد عبدالحق مہاجر اللہ آبادی حتیٰ کہ مانعین کے پیران پیر حاجی امداداللہ صاحب نے اپنی مشہور کتاب ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' میں تصریح کی ہے کہ ''فقیر کا مشرب یہ ہے کہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال مولود کرتا ہے اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہے''۔

یہ محفل اس ہیئت کذائیہ کے ساتھ اگرچہ قرون ثلاثہ میں نہ تھی مگر اس کی وجہ سے حرام وگناہ نہیں ہوسکتی۔ حدیث گزر چکی کہ اگر نو ایجاد چیز اچھی ہے تو ایجاد کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا اور عمل کرنے والے کو بھی ثواب ملے گا اور سب کے برابر ایجاد کرنے والے کو ملے گا۔ اس حدیث کے مطابق جس نے میلاد شریف اس ہیئت کے ساتھ ایجاد کیا وہ بھی ثواب کا مستحق ہے اور اس وقت سے لے کر اب جن جن لوگوں نے یہ محفل کی یا قیامت تک کریں گے سب ثواب کے مستحق ہیں، اور سب کے برابر ایجاد کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

## ﴿حوالہ جات﴾


۱۔ زرقانی علی المواہب
۲۔ اکلیل، جلد ۴، ص: ۳۹۸
۳۔ اکلیل، جلد ۴، صفحہ: ۲۹۹
۴۔ صحیح مسلم، جلد: ۲ صفحہ ۳۳
۵۔ زرقانی، جلد: ۱ صفحہ: ۱۴


❁❁❁❁❁❁❁❁❁



ارشاد خداوندی ہے کہ ﴿وان تعدوا نعمت الله لا تحصوها﴾ ۱؎ ترجمہ: ''اور اگر اللہ کی نعمتوں کو گنو تو شمار نہ کرسکو گے''۔ بے شک اللہ تعالیٰ کی نعمتیں لاتعداد و بے حساب اور شمار سے باہر ہیں مگر ان سب نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت بلکہ تمام نعمتوں کی جان، جانِ جہاں و جانِ ایماں، حضور پُرنور محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات ہے، جن کے طفیل باقی سب نعمت وانعامات ہیں۔ اعلیٰ حضرت مجدد ملت مولانا امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا، وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو
جان ہیں وہ جہان کی، جان ہے تو جہان ہے

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے سب سے بڑھ کر، سب سے زیادہ اور بہت ہی اہتمام وتاکید کے ساتھ آپ کی ذات بابرکات کے بھیجنے کا احسان ظاہر فرمایا ﴿لقد من الله علی المومنین اذ بعث فیهم رسولا من انفسهم﴾ ۲؎ ترجمہ: ''بے شک اللہ کا بڑا احسان ہوا مسلمانوں پر کہ ان میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا''۔ اللہ تعالیٰ نے چونکہ ایمانداروں پر سب سے بڑی نعمت کا سب سے بڑا احسان ظاہر فرمایا ہے۔ اس لیے اہل ایمان اس کی سب سے بڑھ کر قدر ومنزلت جانتے اور اس کا سب سے زیادہ شکر ادا کرتے ہیں۔ اہل ایمان اسی لیے جس ماہ و یوم میں اس احسان ونعمت کا ظہور ہوا اُس میں اس کا بالخصوص چرچا ومظاہرہ کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا اپنی نعمتوں کی تذکیر وتشکر اور ذکر واذکار کا حکم فرمایا ہے۔ خاص طور پر سورۃ والضحیٰ میں ارشاد ہے ﴿واما بنعمة ربک فحدث﴾ ۳؎ ترجمہ: ''اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو''۔ پھر بطور خاص حضور ﷺ کی ذات اقدس کے نعمة الله ہونے کا بیان اور ناشکری وناقدری کرنے والے بے دینوں کا رد فرمایا ﴿الم تر الی الذین بدلوا نعمت الله کفرا﴾ ۴؎ ترجمہ: ''کیا تم نے انہیں نہ دیکھا جنہوں نے اللہ کی نعمت ناشکری سے بدل دی''۔ بخاری شریف ودیگر تفاسیر میں سید المفسرین حضرت عبداللہ ابن عباس و

حضرت عمر رضی اللہ عنہم سے روایت ہے کہ "ناشکری کرنے والے کفار ہیں اور محمد ﷺ اللہ کی نعمت ہیں"۔ ۵

جب اللہ تعالیٰ کے فرمان اور قرآن کریم سے ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ اللہ کی خاص نعمت ہیں، جس پر اللہ نے اپنے خاص احسان کا ذکر فرمایا اور پھر نعمت کا چرچا کرنے کا بھی حکم دیا تو اب کون مسلمان واہل ایمان ہے جو آپ کی ذات بابرکات، نور کے ظہور اور دنیا میں جلوہ گری وتشریف آوری کی خوشی نہ منائے۔ شکر ادا نہ کرے اور سب سے بڑی نعمت کا سب سے بڑھ کر چرچا ومظاہرہ پسند نہ کرے اور نعمت عظمیٰ کے خصوصی شکرانہ اور چرچا ومظاہرہ کے لیے جشن عید میلاد النبی، مولود شریف اور یوم میلاد النبی ﷺ کے جلوس مبارک پر بُرا منائے اور زبان طعن دراز کرے۔

مفسر قرآن حضرت مفتی احمد یار خاں نعیمی رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔

؎ حبیب حق ہیں خدا کی نعمت، بنعمة ربک فحدث
یہ فرمانِ مولیٰ پر عمل ہے، جو بزم مولد سجا رہے ہیں

قرآن کریم ہی میں یہ بھی بیان ہے کہ ﴿قل بفضل الله وبرحمته فبذالک فليفرحوا هو خير مما يجمعون﴾ ۶ ترجمہ "تم فرماؤ اللہ کے فضل اور اس کی رحمت (ملے) اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں، وہ ان کی سب دھن ودولت سے بہتر ہے"۔ جس طرح اوپر نعمت کا چرچا کرنے کا ذکر ہوا ہے اسی طرح یہاں فضل ورحمت پر خوشی منانے کا بیان ہے اور کون مسلمان نہیں جانتا کہ اللہ کا سب سے بڑا فضل اور سب سے بڑی رحمت بلکہ رحمۃ للعالمین آپ ﷺ کی ذات بابرکات ہی ہے۔ ۷

یہاں فضل ورحمت سے اگر کوئی بھی چیز مراد لی جائے تو یقیناً وہ بھی آپ ہی کا صدقہ، وسیلہ اور طفیل ہے۔ لہٰذا آپ بہر صورت بدرجہ اولیٰ فضل الٰہی ورحمت خداوندی اور نعمت اللہ ہونے کا مصداق کامل ہیں۔ دونوں جہان میں آپ کا ہی سب فیضان ہے اور آپ کی خوشی منانا، چرچا ومظاہرہ کرنا، آپ کے شایانِ شان وفرمانِ خداوندی کے تحت اور اس کے مطابق ہے، نہ کہ معاذ اللہ اس کے مخالف ومنکر اور شرکت وبدعت۔

؎ خدا کا شکر نعمت ہے نبی کی شان رفعت ہے
یہ دونوں کی اطاعت ہے قیام محفل مولد
حصولِ فیض و رحمت ہے نزول خیر و برکت ہے
حصولِ عشق حضرت ہے قیام محفل مولد
نہ اس میں رفع سنت ہے نہ شرک وکفر وبدعت ہے
یہ ردّ شرک و بدعت ہے قیام محفل مولد



## یوم ولادت کی اہمیت:

حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر شریف (سوموار) کا روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا ﴿فيه ولدت وفي انزل علی﴾ ترجمہ: "اسی دن میری پیدائش ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل کیا گیا"۔ ۸ اس فرمان نبوی سے میلاد النبی ﷺ اور یوم نزول قرآن کی اہمیت اور اس دن کی یادگار منانا اور شکر نعمت کے طور پر روزہ رکھنا ثابت ہوا۔

جیسے ہفتہ وار دنوں کے حساب سے یوم ولادت ویوم نزولِ قرآن کی یادگار واہمیت ہے ویسے ہی سالانہ تاریخ کے حساب سے بھی یوم ولادت ویوم نزول قرآن کی اہمیت اور اُمت میں مقبولیت ہے۔ جس طرح نزولِ قرآن کا دن پیر 27 رمضان میں ہونے کے باعث پورے ماہ رمضان کو بالعموم اور 27 رمضان کو بالخصوص سالانہ یادگار منائی جاتی ہے اسی طرح یوم میلاد النبی ﷺ کا دن پیر 12 ربیع الاول میں ہونے کے باعث اہل اسلام میں ماہ ربیع الاول اور 12 ربیع الاول کی سالانہ یادگار منائی جاتی ہے۔

امام احمد بن محمد قسطلانی شارح بخاری اور شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی شارح مشکوٰۃ جیسے محدثین نے نقل فرمایا کہ "امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ جیسے امام واکابر علماء امت نے تصریح کی ہے کہ شب میلاد، شب قدر سے افضل ہے"۔ نیز فرمایا "جب آدم علیہ السلام کی پیدائش کے دن جمعۃ المبارک میں مقبولیت کی ایک خاص ساعت ہے تو سید المرسلین ﷺ کے میلاد کی ساعت کے متعلق تیرا کیا خیال ہے؟"۔ ۹ اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی کیا خوب ترجمانی فرمائی ہے:

؎ جس سہانی گھڑی چمکا طیبہ کا چاند
اس دل افروز ساعت پہ لاکھوں سلام

## لفظ عید کی تحقیق:

مذکورہ ارشادات کی روشنی میں مزید عرض ہے کہ بفرمانِ نبوی جمعۃ المبارک آدم علیہ السلام کی پیدائش کا دن بھی ہے اور عید کا دن بھی بلکہ عند اللہ عید الاضحیٰ اور عید الفطر سے بھی بڑا دن ہے۔ ۱۰ لہٰذا سید الانبیاء ﷺ کا یوم پیدائش

عید میلاد النبی ﷺ کیوں نہیں ہوسکتا؟ جبکہ سب کچھ آپ کا ہی فیضان' آپ کے دم قدم کی بہار اور آپ ہی کے نور کا ظہور ہے۔ (ﷺ)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے آیت ﴿ الیوم اکملت لکم دینکم ﴾ اا تلاوت فرمائی تو ایک یہودی نے کہا "اگر یہ آیت ہم پر نازل ہوتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ اس پر حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ یہ آیت نازل ہی اس دن ہوئی جس دن دو عیدیں تھیں یعنی یوم جمعہ اور یوم عرفہ"۔ ۱۲ مرقات شرح مشکوٰۃ میں اس حدیث کے تحت طبرانی وغیرہ کے حوالہ سے بالکل یہی سوال وجواب حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے۔

مقام غور ہے کہ دونوں جلیل القدر صحابہ نے یہ نہیں فرمایا کہ اسلام میں صرف عید الفطر اور عید الاضحیٰ ہی بطور "عید" مقرر ہیں اور ہمارے لیے تیسری عید منانا بدعت وممنوع ہے۔ بلکہ یوم جمعہ کے علاوہ یوم عرفہ کو بھی عید قرار دے کر واضح فرمایا کہ جس دن اللہ کی طرف سے کوئی خاص نعمت عطا ہو' خاص اس دن بطور یادگار عید منانا' شکر نعمت اور خوشی ومسرت کا اظہار کرنا جائز اور درست ہے۔ علاوہ ازیں جلیل القدر محدث ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس موقع پر یہ بھی نقل فرمایا کہ "ہر خوشی کے دن کے لیے لفظ عید استعمال ہوتا ہے"۔

الغرض جب جمعہ کا عید ہونا' عرفہ کا عید ہونا' یوم نزول آیت کا عید ہونا' ہر انعام وعطا کے دن کا عید ہونا اور ہر خوشی کے دن کا عید ہونا واضح ہو گیا تو اب ان سب سے بڑھ کر عید میلاد النبی ﷺ کے عید ہونے میں کیا شبہ رہ گیا؟ جو سب کی اصل اور سب مخلوق سے افضل ہے مگر:

آنکھ والا تیرے جلووں کا نظارہ دیکھے
دیدۂ کور کو کیا آئے نظر کیا دیکھے

قرآن کریم میں ارشاد ہے کہ ﴿قال عیسیٰ ابن مریم اللھم ربنا انزل علینا مآئدۃ من السماء تکون لنا عیدا لاولنا واخرنا﴾ ۱۳ ترجمہ: "عیسیٰ بن مریم نے عرض کی کہ اے اللہ! اے ہمارے رب! ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ دن ہمارے لیے عید ہو جائے اگلوں اور پچھلوں کی"۔ سبحان اللہ! جب مائدہ اور من وسلویٰ جیسی نعمت کا دن عید کا دن قرار پایا تو سب سے بڑی نعمت یوم میلاد النبی ﷺ کے عید ہونے میں کیا شک رہا؟

امام احمد بن محمد قسطلانی' علامہ محمد بن عبد الباقی زرقانی اور شیخ محقق علامہ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم نے یہ دعائیہ بیان نقل فرمایا ﴿فرحم اللہ امراء اتخذ لیالی شھر مولدہ المبارک اعیادا﴾ ترجمہ: "اللہ اس

محلہ بنو نجار کے اس گھر میں نبی کریم ﷺ کے والد گرامی حضرت سیدنا عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی آخری آرام گاہ تھی جدید توسیع کے دوران آپ کے جسم اطہر کو منتقل کیا گیا تو وہ بالکل تر وتازہ اور صحیح وسالم تھا۔

نبی محتشم ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی مقام ابواء پر آخری آرام گاہ۔

نبی کریم ﷺ کی رضائی والدہ سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کا مقبرہ انہدام سے قبل۔

جنت المعلیٰ میں حضرت عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا مقبرہ انہدام سے قبل۔

1895ء میں جنت المعلیٰ میں ازواج مطہرات، صاحبزادے، صاحبزادیاں اور چند جلیل القدر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مقبرات کی قدیم تصویر۔ اس وقت یہ تمام مقبرات جدید تعمیر کی بھینٹ چڑھ گئے ہیں۔
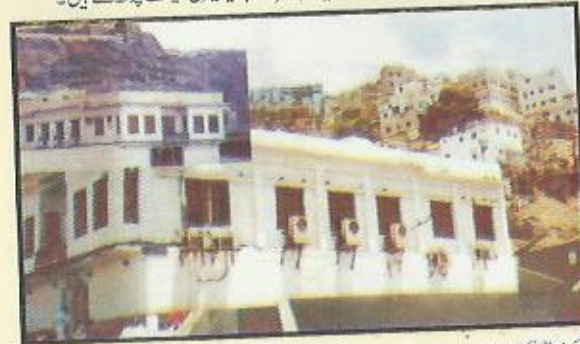
نبی کریم ﷺ کی جائے ولادت باسعادت کا موجودہ بیرونی منظر۔ اب اسے کتب خانہ (لائبریری) کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

میلاد النبی ﷺ اسپیشل

وہ جگہ جہاں 4 سال کی عمر مبارک میں نبی کریم ﷺ کا شق صدر ہوا۔

سیدہ حلیمہ رضی اللہ عنہا کا وہ گھر جہاں خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ نے بچپن کے ایام گزارے۔

رسول اللہ ﷺ کے دندان مبارک کے اجزاء جو غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔

شخص پر رحم فرمائے جو اپنے پیارے نبی ﷺ کے ماہ میلاد کی راتوں کو عیدوں کی طرح منائے''۔ ۱۴

دیکھیے! ایسے جلیل القدر محدثین نے نہ صرف ایک دن بلکہ ماہ میلاد ربیع الاول کی سب راتوں کو عید قرار دیا ہے اور عید میلاد النبی منانے والوں کے لیے دعائے رحمت بھی فرمائی ہے۔ جس دن کی برکت سے ربیع الاول کی راتیں بھی عیدیں قرار پائیں' 12 ربیع الاول کا وہ خاص دن کیونکر عید قرار نہ پائے گا؟ بلکہ امام داودی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ''مکہ مکرمہ میں آپ کی ولادت کی جگہ مسجد حرام کے بعد سب سے افضل ہے اور اہل مکہ عیدین سے بڑھ کر وہاں محافل کا اہتمام کرتے تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس مبارک جگہ محفل میلاد میں حاضری اور مشاہدہ انوار کا ذکر فرمایا''۔ ۱۵

امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے امام فخر الدین رازی (صاحب تفسیر کبیر) سے نقل فرمایا ہے کہ ''جس شخص نے میلاد شریف کا انعقاد کیا اگرچہ عدم گنجائش کے باعث صرف نمک یا گندم یا ایسی ہی کسی چیز سے زیادہ تبرک کا اہتمام نہ کر سکا۔ برکت نبوی سے ایسا شخص نہ محتاج ہوگا' نہ اس کا ہاتھ خالی رہے گا''۔ ۱۶

مفسر قرآن علامہ اسماعیل حقی نے امام سیوطی' امام سبکی' امام ابن حجر عسقلانی' امام ابن حجر ہیتمی' امام سخاوی' علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہم جیسے اکابر علماء و آئمہ سے میلاد شریف کی اہمیت نقل فرمائی اور لکھا ہے کہ ''میلاد شریف کا انعقاد آپ کی تعظیم کے لیے ہے اور اہل اسلام ہر جگہ ہمیشہ میلاد شریف کا اہتمام کرتے ہیں''۔ ۱۷

## 12 ربیع الاول پر اجماع امت:

نبی کریم ﷺ کا فرمان عالیشان ہے کہ ''بے شک اللہ تبارک وتعالیٰ میری امت کو گمراہی پر جمع نہیں فرمائے گا''۔ ۱۸ امام قسطلانی' علامہ زرقانی' علامہ محمد بن عابد بن شامی کے بھتیجے علامہ احمد بن عبدالغنی دمشقی' علامہ یوسف نبہانی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہم نے تصریح فرمائی ہے کہ ''امام المغازی محمد بن اسحاق وغیرہ علماء کی تحقیق ہے کہ یوم میلاد النبی ﷺ 12 ربیع الاول ہے''۔ علامہ ابن کثیر نے کہا ہے کہ ''یہی جمہور سے مشہور ہے'' اور علامہ ابن جزری نے اس پر اجماع نقل کیا ہے کہ ''سلف و خلف کا تمام شہروں میں 12 ربیع الاول کے عمل پر اتفاق ہے۔ بالخصوص اہل مکہ اسی موقع پر جائے ولادت باسعادت پر جمع ہوتے اور اس کی زیارت کرتے ہیں''۔ ۱۹

## حوالہ جات

۱ سورۂ ابراہیم' آیت: ۳۴ ۲ سورۂ آل عمران' آیت: ۱۶۴



وہ مقدس پیالہ جس میں ہجرت کے دوران رسول اللہ ﷺ نے پانی نوش فرمایا تھا۔

اسطوانہ حنانہ۔ 1400 سال قبل اس جگہ کھجور کا وہ تنا تھا جو فراق نبوی میں بلک بلک کر زاروقطار رویا تھا۔

قدم رسول ﷺ کا نقش مبارک۔ شب معراج جب نبی کریم ﷺ بیت المقدس تشریف لے گئے تو اس پتھر پر آپ کا بایاں قدم مبارک ثبت ہوگیا۔

۳؎ سورۃ الضحیٰ' آیت:۱۱ ۔ ۴؎ سورۃ ابراہیم' آیت:۲۸

۵؎ بخاری شریف' جزوثالث' ص:٦ ۔ ٦؎ سورۃ یونس' آیت:۵۸

۷؎ سورۃ الانبیاء' آیت:۱۰۷ ۔ ۸؎ مسلم شریف' حدیث:۲۷۴۳

۹؎ زرقانی شرح مواہب' ج:۱' ص:۱۳۲۔۱۳۵/مدارج النبوت' ج:۲' ص:۱۳

۱۰؎ مشکوٰۃ شریف' ص:۱۴۰ ۔ ۱۱؎ سورۃ المائدہ' آیت:۳

۱۲؎ مشکوٰۃ شریف' ص:۱۲۱ ۔ ۱۳؎ سورۃ المائدہ' آیت:۱۱۴

۱۴؎ زرقانی شرح مواہب' ج:۱' ص:۱۳۹/ماثبت من السنة' ص:٦۰

۱۵؎ جواهر البحار' ج:سوم' ص:۱۱۵۴/فیوض الرحمٰن' ص:۲۷

۱٦؎ النعمة الکبریٰ' ص:۹ ۔ ۱۷؎ تفسیر روح البیان' ج:۹' ص:۵٦

۱۸؎ مشکوٰۃ شریف' ص:۲۰

۱۹؎ زرقانی شرح مواہب' ج:۱' ص:۱۳۲/جواهر البحار' ج:۳' ص:۱۲۷/ماثبت من السنة' ص:۵۷/مدارج النبوت' ص:۱۴


# نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہزادے

● حضرت قاسم رضی اللہ عنہ ● حضرت عبداللہ (طیب، طاہر) رضی اللہ عنہ ● حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ

# نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہزادیاں

● حضرت سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ● حضرت سیدہ رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

● حضرت سیدہ اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا ● حضرت سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ تعالیٰ عنہا



# عید میلاد النبی ﷺ منانے کے فائدے

مولانا مفتی محمد گل رحمٰن قادری

یوم میلاد شریف منانے یا میلاد شریف کرنے کے بہت فائدے ہیں' اہل محبت وعقیدت ان کا شمار نہیں کر سکتے۔

علامہ اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ ﴿محمد رسول الله﴾ کے تحت فرماتے ہیں ﴿ومن تعظیمه عمل المولد اذا لم یکن فیه منکر قال الامام السیوطی قدس سره یستحب لنا اظهار الشکر لمولده علیه السلام قد استخرج له الحافظ السیوطی ورد علی الکارها فی قوله ان عمل المولد بدعة مذمومة﴾ ۱؎ ترجمہ: ''میلاد شریف کرنا بھی حضور ﷺ کی ایک تعظیم ہے جب وہ منکرات سے خالی ہو۔ امام سیوطی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لئے حضور ﷺ کی ولادت پر شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ کیونکہ حافظ ابن حجر اور حافظ سیوطی نے میلاد کی اصل سنت سے ثابت کی ہے اور ان لوگوں کا رد کیا ہے جو میلاد شریف کو بدعت سیئہ کہہ کر منع کرتے ہیں''۔

عبارت مذکورہ سے ثابت ہوا کہ میلاد شریف کرنا یا منانا اصل میں نبی کریم ﷺ کی تعظیم اور اظہار عظمت ہے اور تعظیم کرنا قرآن پاک سے ثابت ہے ﴿وتعزروه وتوقروه﴾ ۲؎ ترجمہ: ''آپ کی تعظیم کرو اور توقیر کرو''۔ دوسری بات یہ ثابت ہوتی ہے کہ میلاد شریف جیسے تعظیم والے کار خیر میں کوئی مکروہ اور ناپسندیدہ کام نہ کیا جائے۔ تیسری بات یہ کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ کو نعمت سمجھ کر میلاد شریف منانا اظہار شکر ہے۔ چوتھی بات یہ ظاہر ہوئی کہ میلاد شریف کرنا بے اصل یا بدعت نہیں ہے بلکہ اس کی اصل سنت سے ثابت ہے۔ اس سنت کو امام جلال الدین سیوطی نے معلوم کیا اور نکالا ہے۔ پانچویں بات یہ سامنے آئی کہ میلاد شریف کو جن لوگوں نے بدعت سیئہ کہا ہے وہ غلط ہے کیونکہ سنت بدعت نہیں ہو سکتی ہے۔

برصغیر کے عظیم محدث شیخ محقق شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ﴿قال ابن الجوزی فاذا کان هذا ابولهب الکافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی فی النار لفرحه لیلة مولد النبی ﷺ فما حال المسلم من امته یسره بمولده و یبذل ما اتصل الیه قدرته فی محبته ﷺ انما کان جزائه

من الله الكريم ان يدخله بفضله العميم جنات النعيم ولا يزال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده ﷺ ويعملون الولائم ويتصدقون فی لياليه بانواع الصدقات ويظرون السرور ويزيدون فی المبرات و يعتنون بقرائة مولده الكريم ويظهر عليهم من مكاته كل فضل عميم ومما جرب من خواصه انه امان فی ذالک العام وبشرى عاجل بنيل البغية والمرام فرحم الله امرا اتخذ لياليِ شهر مولده المبارک اعيادا ليكون اشد غلبة علی من فی قلبه مرض وعناد﴾ ۳ ترجمہ: ’’ابن جوزی نے کہا ہے کہ ابولہب جس کی مذمت پر قرآن اترا ہے اسے نبی ؑ کی ولادت پر خوشی کرنے کے سبب سے جہنم میں بدلہ دیا گیا تو آپ کی امت سے اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو آپ کی پیدائش پر خوشی کرتا ہے اور جہاں تک اس کی طاقت پہنچتی ہے اسے نبی کریم ﷺ کی محبت میں خرچ کرتا ہے۔ ایسے شخص کا بدلہ اللہ کریم کی طرف سے یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ایسے (اہل محبت) شخص کو اپنے فضل عام سے جنات نعیم میں داخل فرمائے گا اور ہمیشہ سے اہل اسلام نبی ؑ کی ولادت کے مہینے میں محفل منعقد کرتے ہیں، دعوتیں کرتے ہیں، راتوں کو صدقہ وخیرات کرتے ہیں، اظہار مسرت اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں اور آپ کی ولادت مبارکہ کے واقعات پڑھتے ہیں اور ان پر اس وجہ سے فضل ظاہر ہوتا ہے۔ تجربہ سے ثابت ہے کہ محفل میلاد کی برکت سے سارا سال امن رہتا ہے اور مطلوب حاصل ہونے کی جلد بشارت ملتی ہے۔ پس خدا فضل کرے اس شخص پر جس نے ماہ ربیع الاول کی ہر شب کو عید بنا دیا تاکہ عظمت نبوی کے منکروں اور تنقیص رسالت کے شیدائیوں پر یہ خوشی مزید گراں گزرے اور ان کا اندرونی عناد بڑھے‘‘۔

اس لمبی عبارت سے موٹے موٹے چند فوائد حاصل ہوئے۔ ● پہلا تو یہ ثابت ہوا کہ نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ کی خوشی اگر کافر بھی منائے تو اس کو بھی کسی حد تک فائدہ پہنچتا ہے۔ خاص کر عذاب نار کے بارے فائدہ پہنچتا ہے مثلاً ابولہب جیسے بدترین کافر کو فائدہ ملا۔ ● دوسرا یہ کہ مسلمان اگر میلاد شریف منائے تو اس کو زیادہ فائدہ ہوگا۔ ● تیسرا یہ کہ خصوصیت وقت پر میلاد شریف منانا بھی جائز ہے لیلۃ مولدہ سے معلوم ہوا۔ ● چوتھا یہ کہ میلاد شریف کی خوشی آپ ﷺ کی محبت وتعظیم کی علامت ہے۔ ● پانچواں یہ کہ میلاد شریف پر خرچ کرنے کی جزا یہ ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے جنات نعیم میں داخل فرمائے۔ ● چھٹا یہ کہ میلاد شریف صرف ہم ہی نہیں مناتے بلکہ اہل اسلام ہمیشہ سے مناتے آرہے ہیں۔ صرف وہابی فرقہ اس کی مخالفت کرتا ہے یا متعصب طبقہ روکتا ہے۔



● ساتواں یہ کہ میلاد شریف کے لئے محفل کا اہتمام کرنا اہل اسلام کا طریقہ ہے۔ ● آٹھواں یہ کہ اظہار سرور میلاد شریف کے لئے جائز ہے۔ ● نواں یہ کہ جس سال محفل میلاد شریف منائی جائے گی تو پورا سال امان وسلامتی اور مقاصد تک پہنچنے میں جلدی بشارت نصیب ہوگی۔ ● دسواں یہ کہ میلاد شریف کے مہینہ ربیع الاول کو عید بنانے اور منانے سے مندرجہ بالا مقاصد کے حصول کے علاوہ منکرین میلاد کو جلانا بھی حاصل ہوگا۔

ہمارے نبی کریم ﷺ کی جب پیدائش ہوئی تو اس وقت ابولہب کی لونڈی ثویبہ نے آکر ابولہب کو خبر دی کہ تیرے بھائی عبداللہ کے گھر بیٹا پیدا ہوا۔ ابولہب یہ خوشخبری سن کر اتنا خوش ہوا کہ انگلی کا اشارہ کر کے کہنے لگا۔ ’’ثویبہ جا آج سے تو آزاد ہے‘‘۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ ابولہب سخت کافر تھا قرآن پاک میں پوری سورۃ ﴿تبت يدا ابی لهب﴾ اس کی مذمت میں نازل ہوئی۔ اس کے باوجود نبی کریم ﷺ کی ولادت مبارکہ کی خوشی کرنے کا جو فائدہ اس کو ہوا وہ ملاحظہ فرمائیں ﴿فلما مات ابو لهب فراه بعض اهله بشر حيبة قال له ما ذالقيت ؟ قال ابو لهب لم الق بعدكم خيرا انی سقيت فی هذه بعتاقتی ثويبة﴾ ۴ ترجمہ: ’’جب ابولہب مرا تو اس کے گھر والوں (حضرت عباس ؓ) نے اس کو خواب میں بہت بُرے حال میں تو دیکھا پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے کہا تم سے علیحدہ ہو کر مجھے خیر نصیب نہیں ہوئی۔ ہاں مجھے اس انگلی سے پانی ملتا ہے (جس سے میرے عذاب میں تخفیف ہو جاتی ہے) کیونکہ میں نے انگلی کے اشارہ سے ثویبہ کو آزاد کیا تھا‘‘۔

اس حدیث پر امام حافظ ابن حجر عسقلانی ؒ کی شرح اور وضاحت ملاحظہ کریں ﴿ذكر السهيلی ان العباس قال لما مات ابو لهب رائيته فی منامی بعد حول فی شر حال فقال مالقيت بعدكم راحته الا ان العذاب يخفف عنی فی كل يوم اثنين قال و ذالک ان النبی ﷺ ولد يوم الاثنين وكانت ثويبة بشرت ابا لهب بمولده فاعتقها﴾ ۵ ترجمہ: ’’امام سہیلی نے ذکر کیا کہ حضرت عباس ؓ فرماتے ہیں کہ جب ابولہب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بہت بُرے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ تم سے جدا ہونے کے بعد مجھے کوئی راحت نہیں ملی۔ ہاں! اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کی جاتی ہے۔ (حضرت عباس ؓ فرماتے ہیں) یہ اس لئے کہ نبی ﷺ کی ولادت پیر کے دن ہوئی اور ثویبہ نے ابولہب کو آپ کی ولادت کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اس کو اس خوشی میں آزاد کر دیا تھا‘‘۔

امام بدرالدین عینی حنفی نے بھی عمدۃ القاری شرح بخاری، ج:۲، ص:۹۵ میں یہی نقل فرمایا ہے۔

مندرجہ بالا حدیث پر حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تشریح و استنباط ملاحظہ ہو۔ ﴿دریں جا سند است مر اہل موالید را کہ در شب میلاد آں سرور ﷺ سرور کنند و بذل اموال نمایند یعنی ابولہب کہ کافر بود چوں بسرور میلاد آنحضرت و بذل شیر جاریہ دے بجہت آنحضرت جزا دادہ شد تا حال مسلماں کہ مملو است بمحبت و سرور و بذل مال در دے چہ باشد ولیکن باید کہ از بدعت ہا کہ عوام احداث کردہ انداز تغنی آلات محرمہ و منکرات خالی باشد﴾[6]

ترجمہ: ''اس واقعہ میں میلاد شریف کرنے والوں کے لیے روشن دلیل ہے جو سرورِ عالم ﷺ کی شب ولادت میں خوشیاں مناتے اور مال خرچ کرتے ہیں ابولہب کافر تھا۔ جب حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی اور لونڈی کے دودھ پلانے کی وجہ سے انعام دیا گیا تو اس مسلمان کا کیا حال ہوگا جو نبی کریم ﷺ کی ولادت کی خوشی میں محبت سے بھرپور ہو کر مال خرچ کرتا ہے اور میلاد شریف کرتا ہے۔ لیکن چاہیے کہ محفل میلاد شریف عوام کی بدعتوں یعنی گانے اور حرام باجوں سے خالی ہو''۔

صاحب مدارج النبوت کی تشریح و استنباط سے ظاہر ہوا کہ حدیث کے واقعے میں میلاد شریف کی خوشی منانے کے لئے روشن دلیل و سند موجود ہے۔ ابولہب کافر تھا' اسے اس خوشی کے بدلہ میں اگر اتنا فائدہ پہنچ گیا تو ہم مسلمانوں کو کتنا زیادہ فائدہ پہنچے گا؟ ابولہب نے آپ ﷺ کو بھتیجا سمجھ کر آپ کی پیدائش پر خوشی کی تھی۔ ہم تو نبی کریم ﷺ کو آقا و مولیٰ' رسول اور خاتم النبیین، شفیع المذنبین اور رحمت دو عالم ﷺ سمجھ کر خوشی مناتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ جتنا ابولہب اور مسلمانوں میں فرق ہے اسی مناسبت سے مسلمانوں کو میلاد شریف کی خوشی منانے کا زیادہ فائدہ نصیب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں میلاد شریف منانے کے صدقہ میں عذاب نار سے محفوظ اور جنت نصیب فرمائے۔

## ﴿حوالہ جات﴾

1۔ روح البیان' ج: ۵' ص: ۱۶۶ — 2۔ سورۃ الفتح: ۹
3۔ ماثبت بالسنۃ' ص: ۶۰ / زرقانی علی المواھب' ص: ۱۳۹
4۔ بخاری شریف' ج: ۲' کتاب النکاح
5۔ فتح الباری' ج: ۹، ص: ۱۱۸ — 6۔ مدارج النبوۃ

❁❁❁❁❁❁❁





میلاد شریف کو ہم اہل سنت' غلاموں کی طرف سے اپنے آقا کی بارگاہِ کرم میں خراج عقیدت تصور کرتے ہیں' نہ تو اسے ہم فرض کہتے ہیں اور نہ واجب۔ ہم اسے مہمات دین میں شمار نہیں کرتے البتہ ایوان اسلام کے یہ وہ نقش و نگار ہیں جس کو دیکھ کر ایک اجنبی آنکھ بھی یقین کر لیتی ہے کہ وہ کسی خوش عقیدہ کی زینت نگاہ ہے۔ کسی عمارت کا پرچم اس عمارت کا جزو نہیں ہوتا لیکن یہ جھنڈا بہت دُور سے خبردار کر دیتا ہے کہ اس میں کسی مکتبہ فکر کا نظام حیات مرتب ہوتا ہے۔

قرآن حکیم میں پروردگار عالم نے بارہا اپنے محبوب کے میلاد کا ذکر فرمایا ہے۔ سرکار کی آمد سے پیشتر حضرت مسیح علیہ السلام نے بشارت دی تھی ﴿یاتی من بعدی اسمه احمد.﴾ میلاد شریف ایک ذکر خیر ہے۔ جس کے ذریعہ مسلمانوں کو طہارت' نماز' روزہ، حج و زکوٰۃ وغیرہ کے مسائل معلوم ہو جاتے ہیں اور عمل صالح کی تلقین کی جاتی ہے۔ برائیوں سے اجتناب و پرہیز کی ہدایت ایک ایسا کار خیر ہے جو عام مسلمانوں کے لئے رشد و ہدایت کا ایک روشن مینارہ ہو۔

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی جو اکابر دیوبند کے پیر و مرشد ہیں۔ اس مسئلہ میں ان کی کتاب ''فیصلہ ہفت مسئلہ'' ایک نہ جھٹلائی جا سکنے والی دستاویز ہے۔ اس کے فیصلے کے روبرو پوری دنیا دیوبندیت مجرموں کے کٹہرے میں کھڑی کر دی گئی ہے۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی سے میلاد، سلام و قیام' عرس اور فاتحہ وغیرہ سے متعلق سات سوالات کیے گئے تھے۔ جس کا جواب فیصلہ ہفت مسئلہ کے نام سے چھپ چکا ہے۔ حاجی صاحب فرماتے ہیں جس کا مفہوم یہ ہے کہ ''فقیر کا مشرب یہ ہے کہ محفل مولود میں شریک ہوتا ہے اور ذریعہ برکات سمجھ کر محفل مولود منعقد کرتا ہے اور کھڑے ہو کر سلام پڑھنے میں کیف و لذت محسوس کرتا ہے۔''

پیر و مرشد کے اس فیصلے کے بعد دیوبندیوں کی زبان گدی سے کھینچ لی گئی ہے۔ اب اس کے خلاف ان کی جس قدر بھی بکواس ہے وہ ''کھسیانی بلی کھمبا نوچے'' کی آئینہ دار ہے۔ حاجی صاحب کے اس فیصلے میں سلام و قیام کی حقیقت بھی روشن ہو گئی۔ وہ محفل مولود میں محض سلام پڑھنے کے قائل نہ تھے بلکہ کھڑے ہو کر سلام پڑھتے تھے۔

میلاد شریف میں سلام وقیام حاجی صاحب کا ایسا عمل ہے جو خلف وناخلف کی کسوٹی بن گیا ہے۔

علاوہ ازیں آیت درود میں نتھو، بدھو، خیرو کو درود وسلام پڑھنے کا حکم نہیں دیا گیا بلکہ ایمان والوں کی قید لگی ہے۔

اس قید نے واضح کردیا کہ جو مومن ہوگا وہ بغیر کسی قیل وقال کے صلوٰۃ پڑھے گا چونکہ غیر مومن خود ہی جانتا ہے کہ مجھے حکم ہی نہیں دیا گیا' اس لئے اس کے صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا سوال ہی نہیں ہوتا۔ اس کے انکار نے خود اس کی پوزیشن واضح کردی کہ وہ اس حکم کا مخاطب ہی نہیں ہے۔ رہ گیا قیام چونکہ ﴿سلموا﴾ کے ساتھ ﴿تسلیما﴾ اس کا مفعول مطلق بطور تاکید لایا گیا ہے۔ اس کا مفہوم یہ ہے کہ صرف سلام ہی نہ بھیجو بلکہ ایسا سلام جو ان کی شان کے لائق ہو۔ لہٰذا لیٹنے' کھڑے ہونے میں قیام ہی ایک ایسی کیفیت ہے جس میں احترام وعظمت کا عملاً اظہار ہے۔

قرآن مجید کے اس مفہوم کی رعایت کرتے ہوئے اہل سنت وجماعت نے وہ قیام جو مباح تھا اسے مستحب ومستحسن قرار دیا تاکہ ﴿تسلیما﴾ کی قید پر عمل درآمد ہو جائے جو اظہار عظمت کا ایک ذریعہ ہے۔ علاوہ ازیں قرآن میں جہاں سلام پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اس میں لیٹنے، بیٹھنے' کھڑے ہونے کی کوئی قید نہیں ہے۔ اس کا ظاہر اور واضح مفہوم یہی ہے کہ سلام پڑھنے والے کو اختیار ہے وہ جس طرح چاہے پڑھے۔ قرآن کے اس دیے ہوئے اختیار پر اب پہرہ بٹھانے والا کون ہے کہ کھڑے ہو کر سلام نہ پڑھا جائے؟

اصول فقہ کا یہ دستور ہمارے حریف کو بھی مسلم ہے کہ ''اصل اشیاء میں اباحت ہے'' جس کی حلت وحرمت، جواز وعدم جواز سے متعلق شریعت کی زبان خاموش ہے' وہ اپنے اصل میں مباح ہے۔ قیام جیسی مباح شے کو روکنا گویا شرعی امور میں اپنی غاصبانہ ٹھیکیداری کو رواج دینا ہے۔ فقہاء کرام نے اس کی بھی صراحت فرمائی ہے کہ اگر مباح جیسی چیزوں کے مانعین پیدا ہو جائیں تو اس کی حیثیت مباح کی نہیں رہ جاتی بلکہ وہ واجب کی حدوں کو چھو لیتی ہے۔ گویا اس کی حیثیت اگر واجب کی نہیں تو کالواجب ''واجب جیسی'' کی ہو جاتی ہے۔ قیام کو روکنے کے لئے علماء دیوبند کی جو حیلہ تراشیاں ہیں' الزام واتہام کی ان تمام گندگیوں سے اہل سنت کا دامن بالکل بے غبار ہے۔

اپنے اعمال وافعال کی تشریحی وضاحت کے ذمہ دار ہم ہیں نہ کہ آنجناب۔ ہمارے عمائد واساطین کی کتابوں میں اگر کتاب وسنت کے خلاف کچھ آپ کو مل گیا ہو ﴿العیاذ باللہ من ذالک﴾ تو اسے قوم کی عدالت میں پیش کیجئے لیکن اپنے تصورات کی بنیاد پر ہمارا محل اٹھانے کی کوشش نہ کیجئے۔

قرآن نے ہمیں سلام پڑھنے کا حکم دیا ہے اور کیفیت ہم پر چھوڑ دی ہے لہٰذا اگر قرآن کی کوئی ایسی آیت آپ کو مل گئی ہو جس میں قیام کی ممانعت ہو تو ﴿ھاتوا برھانکم ان کنتم صدقین﴾ ترجمہ: ''اگر تم دعوے میں سچے ہو





تو اس کی دلیل پیش کرو''۔

عجب کچھ پھیر میں ہے سینے والا جیب و داماں کا
جو یہ ٹانکا تو وہ اُدھڑا جو وہ اُدھڑا تو یہ ٹانکا

اسی طرح عرس وفاتحہ سے متعلق بھی حاجی امداد اللہ صاحب نے مسلک اہل سنت ہی کی تائید وحمایت فرمائی ہے۔ ہر چند کہ عرس وفاتحہ اور میلاد وسلام جیسے فروعی مسائل میں اہل سنت کا علماء دیوبند سے اختلاف ہے لیکن یہ کلیدی وبنیادی اختلافات نہیں ہیں۔ علماء اہل سنت کی متعدد ومستند اور معتبر کتابوں میں قرآن وسنت اور اقوال ائمہ سے ان مسائل کو مبرہن اور مدلل کیا گیا ہے۔

واضح رہے دیوبند سے ہمارا بنیادی اختلاف میلاد وسلام کا نہیں ہے بلکہ علماء دیوبند توہین نبوت کے مجرم ہیں لہٰذا سرفہرست ان سے یہ مطالبہ نہیں ہے کہ وہ عرس وفاتحہ کے قائل ہو جائیں بلکہ آقائے دو جہاں روحی فداہ ﷺ کے خلاف جو زہر افشانی کی ہے اس سے رجوع وتوبہ کرلیں۔ ﴿الا ھم فالا ھم﴾ کے تحت جب وہ ان منزلوں سے گذر جائیں گے تو میلاد وسلام کے لئے خود ہی دل میں جگہ بن جائے گی۔ پہلے توہین نبوت سے دل کا زنگ دور کر دیا جائے پھر عشق کا ہاتھ آگے بڑھ کر خود ہی صیقل کر دے گا۔

✽✽✽✽✽✽✽✽

## محفل میلاد ﷺ اور علامہ محمد اقبال

مجھے ایسی محفل میلاد میں شریک ہونے کا اتفاق نہیں ہوا جس میں قیام ہوا ہو' بہت سے لوگ اس قسم کی محفلوں میں قیام بھی نہیں کرتے مگر جو کرتے ہیں وہ بُرا نہیں بلکہ اچھا کرتے ہیں۔ سرسید احمد خاں کی مجلس میلاد شریف میں حاضری کے ایک عینی شاہد کا بیان ہے کہ کالج کے طالب علم سالانہ محفل میلاد منعقد کرتے تھے اس میں سرسید آکر بیٹھتے تھے اور آخر تک بیٹھے رہتے تھے' سلام کے موقع پر سب ساتھ کھڑے ہو جاتے تھے اور سب کے ساتھ بلند آواز سے سلام پڑھتے تھے۔

﴿میلاد شریف اور علامہ اقبال از سید نور محمد' ص: ۳۵﴾

مولد نبوی شریف کے ذکر کی نورانی محفل ایک ایسا موضوع ہے جو بحث کا بہت وسیع محل ہے اور قبول ورد کا بہت بڑا میدان ہے جو ہر سال مستقل اور متجدد ہے۔ ماہ ربیع الاول کا ہلال مسعود نظر آتے ہی بعض منبروں سے حرارت وغضب سے بھرپور چیخ وپکار سنائی دینے لگتی ہے اور کئی جرائد ورسائل مشتعل ہو جاتے ہیں اور یہ اعلان ہوتا ہے کہ میلاد اور محفل میلاد قبیح بدعت اور بہت بڑی برائی ہے۔

بعض حضرات اس مخالفت اور منکرات کو اس موضوع میں شامل کر لیتے ہیں جو بعض اجتماعات میں واقع ہوتے ہیں حالانکہ وہ مولد شریف کا خاصہ ہی نہیں بلکہ اجتماع اور محفل میں عوام کی جہالت کے سبب واقع ہوتے ہیں۔ یہ (معترضین) حضرات انہیں اس طرح متعلقہ موضوع میں شامل کر لیتے ہیں کہ نیک اور صالح عمل کو فاسد اور ردی عمل کے ساتھ خلط ملط کر دیتے ہیں تاکہ اس پر انکار کی وجہ صحیح ہو سکے۔

قبل ازیں کہ ہم اس مسئلہ کو واضح کریں اور اس کے حکم کی حقیقت میں نظر کریں، ضروری ہے کہ ہم دانشور مصنفین سے دریافت کر لیں کہ یہ محافل اور ان کی حقیقت کیا ہے؟ کیونکہ شے کا حکم شے کے تصور کی فرع ہے۔

جواب وہی ہے واقعہ اور مشاہدہ جس کا گواہ ہے۔ وہ یہ کہ بقدر آسانی قرأت قرآن کریم کے سماع پر اجتماع، ان علامات کی قرأت جو بوقت ولادت باسعادت وقوع پذیر ہوئیں، آپ ﷺ کی قدر وشان کی تعظیم کے لیے شمائل کریمہ کی قرأت، مولد شریف پر مبارک باد اور خوشی ومسرت کا اظہار، پھر واعظ کو سننا جو لوگوں کو وعظ وہدایت کی تعلیم دے اور انہیں دیگر خیر وبھلائی کے امور کی نصیحت کرے، یا اس کا بیان علمی اور نفع بخش درس پر مبنی ہو یا مفید اسلامی شریعت کے اصولوں پر، یا نہایت عمدہ قصیدہ شعریہ ہو جو اسلام اور نبی اسلام اور محاسن دین کی مدح میں ہو، پھر لوگوں کو کھانا پیش کرنا ہو کہ وہ کھائیں اور چلے جائیں۔ حالانکہ یہ شرط نہیں بلکہ کھانا کھلانے میں محفل آنے والوں کا اکرام واحترام ہے جو کہ اسلام کی بہترین خصلت اور ایمان کا اعلیٰ شعبہ ہے جس پر سب کا اتفاق ہے۔

اللہ کی قسم دے کر ہم پوچھتے ہیں کہ ان میں کیا برائی ہے؟ اس میں کون سی گمراہی ہے؟ ہاں، جو منکرات اور



مخالفات اس عمل میں داخل ہو جائیں، وہ مولد شریف سے خاص نہیں بلکہ ہر دینی اور روحانی اجتماع میں جہلاء سے عادتاً واقع ہوتی ہیں۔ مثلاً جمعہ، عید، طواف، سعی، عرفات، اور رمی جمرات کے وقت اجتماعات میں جو ایسے امور رونما ہوتے ہیں جو کثرت ہجوم اور وقت وجگہ کی تنگی کا تقاضا ہیں۔ پس جو مخالفات عوام کی جہالت کے سبب سے واقع ہوں چاہے قصداً ہوں یا بغیر قصد کے تو وہ بہر صورت باطل اور مردود ہیں جس کا انکار ضروری ہے، اور یہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر میں داخل ہے اس حیثیت سے کہ اس کا مولد سے کوئی تعلق نہیں۔

لہٰذا یہ الگ موضوع ہے اور وہ الگ۔ اب ہمارا کلام محفل میلاد کے بارے میں ہے۔ محفل اس حیثیت سے کہ وہ سیرت نبویہ پر احتفال اور اجتماع ہے۔ ہر حالت کا اپنا اعتبار ہے اور منکر کا انکار بھی اسی قدر ہی ہونا چاہیے جو غلو یا جھگڑا وفساد یا حقائق کو خلط ملط کرنے یا عوام پر مسئلہ کو مشتبہ کر دینے سے پاک ہو۔

اب اس مقدمہ کے بعد ہمارا یہ کہنا صحیح ہوگا کہ جو مولد نبوی کی محفل واجتماع کا انکار کرے یا مولد اور سیرت نبویہ کے اجتماع کا انکار کرے، چاہے ربیع الاول میں ہو یا غیر میں، تو جو بھی یہ انکار اس دعویٰ سے کرے کہ اسلاف نے اسے نہیں کیا تو لامحالہ وہ صحرائے جہالت کا جاسوس ہے۔ سلف صالحین کا یہ نہ کرنا دلیل نہیں بلکہ یہ عدم دلیل ہے اور یہ آنکھوں میں دھول ڈالنے کے مترادف ہے۔ ہاں! اس کے ممنوع یا منکر پر دلیل تب قائم ہو سکتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب عزیز میں اس سے منع فرمایا ہو یا رسول اللہ ﷺ نے اپنی سنت صحیحہ میں اس سے ممانعت فرمائی ہو۔

شیخ الاسلام حافظ العصر ابوالفضل ابن حجر سے محفل میلاد کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب دیا کہ دراصل عمل مولد بدعت ہے۔ یہ قرون ثلاثہ کے سلف صالحین میں سے کسی سے بھی منقول نہیں لیکن اس کے باوجود یہ محاسن اور قبائح پر مشتمل ہے۔ جو اس عمل میں محاسن کی کوشش کرے اور قبائح سے اجتناب کرے تو یہ بدعت حسنہ ہے۔ پھر حافظ فرماتے ہیں کہ اس عمل کی تخریج کی ایک اصل میرے سامنے آئی ہے جو صحیحین میں ثابت ہے۔ وہ یہ کہ نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ تشریف لائے تو یہودیوں کو دیکھا کہ وہ یوم عاشور کا روزہ رکھتے ہیں۔ آپ ﷺ نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا کہ یہ دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرعون کو غرق کیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نجات دی۔ ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے اس دن کا روزہ رکھتے ہیں۔ اس سے یہ مسئلہ حل ہوتا ہے کہ جس معین دن میں اللہ تعالیٰ کوئی نعمت عطا فرمائے یا مصیبت دور کرے تو اس دن اللہ تعالیٰ کا عملاً شکر ادا کیا جائے۔ یہی مثال ہر سال لوٹ آتی ہے اور اللہ تعالیٰ کا شکر طرح طرح کی عبادات سے ہو سکتا ہے مثلاً سجدہ، روزہ، صدقہ اور تلاوت وغیرہ۔ اس دن نبی کریم ﷺ کے ظہور کی نعمت سے بڑھ کر اور کیا نعمت ہو سکتی ہے؟ اس قاعدہ پر تو ضروری ہے کہ اس دن خوب کوشش کی جائے حتی کہ یوم

عاشور میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے قصہ سے مطابقت ہو جائے اور جو اس کا لحاظ نہ کرے تو اسے مہینے کے کسی دن بھی عمل مولد سے واسطہ نہیں، بلکہ لوگ انتظار کرتے ہیں اور انہوں نے سال کے ایک دن میں اس عمل کو متعین کیا ہے اور اس میں حسب استطاعت عمل خیر کرتے ہیں تو یہ بحث اس عمل کی اصل سے متعلق ہے۔

حافظ ابن حجر کا یہ کہنا کہ "عمل مولد دراصل بدعت ہے....." اس کا معنی بدعت لغویہ ہے یعنی نیا امر اور یہ قواعد شرعیہ سے خارج نہیں۔ اس پر واضح دلیل ان کا یہ بعد والا قول ہے کہ "یہ بدعت حسنہ ہے۔" بے شک محققین نے بدعت کو حسنہ اور سیئہ میں تقسیم کیا ہے۔

رہی بدعت شرعیہ تو اس کی تقسیم نہیں، وہ سیئہ ہی ہے۔ عمل مولد کے ساتھ ایسے امور ملا دینا جو شرع شریف کے مخالف ہوں تو اس کی ممانعت غیر کے سبب ہوگی نہ کہ ذات کے سبب۔ جیسا کہ حافظ ابن حجر کے آخری کلام سے واضح ہے۔

❀❀❀❀❀❀

## نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے، نواسیاں

● حضرت علی بن ابوالعاص رضی اللہ عنہ ● حضرت امامہ بنت ابوالعاص رضی اللہ تعالیٰ عنہا

● حضرت امام حسن بن علی رضی اللہ عنہ ● حضرت امام حسین بن علی رضی اللہ عنہ

● حضرت اُم کلثوم بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا ● حضرت زینب بنت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

## نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے داماد

● حضرت ابوالعاص بن ربیع رضی اللہ عنہ ● حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

● حضرت علی کرم اللہ وجہہ رضی اللہ عنہ

❀❀❀❀❀❀❀



# محفل میلاد شریف کے فوائد اور چند اعتراضات کے جوابات

مولانا مفتی احمد یار خاں نعیمی

عقل کا بھی تقاضا ہے کہ میلاد شریف بہت مفید محفل ہے۔ مثلاً ● مسلمانوں کے دل میں حضور علیہ السلام کے فضائل سن کر حضور علیہ السلام کی محبت بڑھتی ہے۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اور دیگر صوفیائے کرام فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام کی محبت بڑھانے کے لیے زیادتی درود شریف اور حضور علیہ السلام کے احوال زندگی کا مطالعہ ضروری ہے۔ پڑھے لکھے لوگ تو کتابوں میں حالات دیکھ سکتے ہیں مگر ناخواندہ لوگ نہیں پڑھ سکتے ان کو اس طرح [illegible] موقعہ مل جاتا ہے۔ ● یہ مجلس پاک غیر مسلموں میں تبلیغ احکام کا ذریعہ ہے کہ وہ بھی اس میں شریک ہوں حضور علیہ السلام کے حالات طیبہ سنیں، اسلام کی خوبیاں دیکھیں اور خدا توفیق دے تو اسلام لے آئیں ● اس مجلس کے ذریعہ سے مسلمانوں کو مسائل دینیہ بتانے کا موقعہ ملتا ہے۔ بعض دیہات کے لوگ جمعہ میں نہیں آتے اور کسی طرح سے بلاؤ تو جمع نہیں ہوتے۔ ہاں محفلِ میلاد شریف کا نام لو تو فوراً بڑے شوق سے جمع ہو جاتے ہیں، اب اس مجلس میں مسائل دینیہ بتاؤ، ان کو ہدایت کرو، محفل میلاد میں ان امور پر عمل کرنے اور کروانے کا اچھا موقعہ [illegible] ہے۔ ● میلاد شریف میں ایسی نظمیں بنا کر پڑھی جائیں جن میں مسائل دینیہ ہوں اور مسلمانوں کو ہدایت کی جائے کیونکہ بمقابلہ نثر کے نظم دل میں زیادہ اثر کرتی ہے اور جلد یاد ہوتی ہے۔ ● اس مجلس میں [illegible] مسلمانوں کو حضور علیہ السلام کا نسب شریف، اولاد پاک، ازواج مطہرات اور ولادت پاک و پرورش کے حالات یاد ہو جائیں گے۔ آج مرزائی، رافضی وغیرہم کو اپنے مذاہب کی پوری پوری معلومات ہوتی ہیں۔ رافضی کے بچہ کو بھی بارہ اماموں کے نام اور خلفائے راشدین کے اسماء تبرا کرنے کو یاد ہوں گے مگر اہل سنت کے بچہ تو کیا بوڑھے بھی اس سے غافل ہیں۔ میں نے بہت سے بوڑھوں کو پوچھا کہ حضور علیہ السلام کی اولاد کتنی ہے؟ [illegible] کتنے ہیں؟ بے خبر پایا۔ اگر ان مجلسوں میں ان کا چرچا ہے تو بہت مفید ہوگا۔ بنی ہوئی کو نہ بگاڑو بگڑی ہوئی کو بنانے کی کوشش کرو۔

## ﴿میلاد شریف پر اعتراضات وجوابات﴾

● محفل میلاد بدعت ہے کہ نہ حضور ﷺ کے زمانہ میں ہوئی اور نہ صحابہ کرام وتابعین کے زمانہ میں اور ہر بدعت حرام ہے لہٰذا (محفل) مولود حرام۔

☆ میلاد شریف کو بدعت کہنا نادانی ہے۔ اصل میلاد سنت الٰہیہ' سنت انبیاء' سنت ملائکہ' سنت رسول اللہ ﷺ' سنت صحابہ کرام' سنت سلف صالحین اور عام مسلمانوں کا معمول ہے پھر بدعت کیسی!؟ اگر بدعت ہو بھی تو ہر بدعت حرام نہیں۔ بدعت واجب بھی ہوتی ہے اور مستحب بھی' جائز بھی ہوتی ہے اور مکروہ وحرام بھی۔ تفسیر روح البیان میں ہے کہ یہ محفل بدعت حسنہ مستحبہ ہے۔ حضور ﷺ کا ذکر کیونکر حرام ہو سکتا ہے۔

● اس مجلس میں بہت سی حرام باتیں ہوتی ہیں مثلاً عورتوں مردوں کو کا اختلاط' داڑھی منڈوں کا نعت خوانی کرنا' غلط روایات پڑھنا گویا کہ یہ مجلس حرام باتوں کا مجموعہ ہے لہٰذا حرام ہے۔

☆ اولاً یہ حرام چیزیں ہر مجلس میلاد میں نہیں ہوتیں بلکہ اکثر نہیں ہوتیں۔ عورتیں پردوں میں علیحدہ بیٹھتی ہیں اور مرد علیحدہ۔ پڑھنے والے پابند شریعت ہوتے ہیں۔ روایات بھی صحیح بلکہ ہم نے تو یہ دیکھا ہے کہ پڑھنے والے اور سننے والے باوضو بیٹھتے ہیں۔ سب درود شریف پڑھتے رہتے ہیں اور رقت طاری ہوتی ہے۔ بسا اوقات آنسو جاری ہوتے ہیں اور محبوب ﷺ کا ذکر پاک ہوتا ہے۔

اگر کسی جگہ یہ باتیں ہوتی ہیں تو یہ باتیں حرام ہوں گی۔ اصل میلاد شریف یعنی ذکر ولادت مصطفیٰ ﷺ کیوں حرام ہوگا؟ حرام چیز کے شامل ہو جانے سے کوئی سنت یا جائز کام حرام نہیں ہو جاتا ورنہ سب سے پہلے دینی مدرسے حرام ہونے چاہیے کیونکہ وہاں مرد بے ریش جوانوں کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ ان کا آپس میں اختلاط بھی ہوتا ہے بلکہ کبھی کبھی اس کے بُرے نتیجے بھی برآمد ہوتے ہیں۔ بعض طلباء بلکہ بعض مدرسین داڑھی منڈے بھی ہوتے ہیں تو کیا ان کی وجہ سے مدرسے بند کیے جائیں گے؟ نہیں بلکہ ان محرمات کو روکنے کی کوشش کی جائے گی۔ بتاؤ اگر داڑھی منڈا قرآن پڑھے تو کیسا ہے؟ کیا اس کا قرآن پڑھنا بند کرو گے؟ ہرگز نہیں' تو اگر داڑھی منڈا میلاد شریف پڑھے تو کیوں بند کرتے ہو؟

● محفل میلاد کی وجہ سے رات کو دیر میں سونا ہوتا ہے۔ جس کی وجہ سے فجر کی نماز قضا ہوتی ہے اور جس عمل سے فرض چھوٹے وہ حرام لہٰذا میلاد حرام ہے۔



☆ اولاً تو میلاد شریف ہمیشہ رات کو نہیں ہوتا بلکہ دن میں بھی ہوتا ہے۔ جہاں رات کو ہو، وہاں بہت دیر تک نہیں ہوتا۔ دس گیارہ بجے تک ختم ہو جاتا ہے اور اتنی دیر تک لوگ عموماً ویسے بھی جاگتے ہی ہیں اگر دیر لگ بھی جائے، تو نماز جماعت کے پابند لوگ صبح کو نماز کے وقت جاگ جاتے ہیں۔ لہٰذا یہ اعتراض محض ذکر رسول ﷺ کو روکنے کا بہانہ ہے۔ اگر کبھی میلاد شریف دیر میں ختم ہوا اور اس کی وجہ سے کسی کی نماز کے وقت آنکھ نہ کھلی تو اس سے میلاد شریف کیوں حرام ہو گیا؟ دینی مدارس کے سالانہ جلسے دیگر مذہبی وقومی جلسے' رات کو دیر تک ہوتے ہیں اور بعض جگہ نکاح کی مجلس آخر رات میں ہوتی ہے۔ رات کی ریل سے سفر کرنا ہوتا ہے تو بہت رات تک جاگنا ہوتا ہے۔ کہو کہ یہ جلسے' یہ نکاح' یہ ریل کا سفر حرام ہے یا حلال؟ جب یہ تمام چیزیں حلال ہیں تو محفل میلاد پاک کیوں حرام ہوگی؟

● نعت خوانی حرام ہے کیونکہ وہ بھی ایک قسم کا گانا ہے اور گانے کی احادیث میں بُرائی آئی ہے۔ اسی طرح تقسیم شیرینی بھی اسراف ہے۔

☆ نعت کہنا اور نعت پڑھنا بہترین عبادت ہے' سارا قرآن حضور ﷺ کی نعت ہے۔ گذشتہ انبیائے کرام نے حضور ﷺ کی نعت خوانی کی' صحابہ کرام اور سارے مسلمان نعت شریف کو مستحب جانتے رہے۔ خود حضور ﷺ نے اپنی نعت پاک سنی اور نعت خوانوں کو دعائیں دیں۔ حضرت حسان رضی اللہ عنہ نعتیہ اشعار اور کفار کی مذمت منظوم کر کے حضور ﷺ کی خدمت میں لاتے تھے تو حضور ﷺ ان کے لیے مسجد میں منبر بچھوا دیتے تھے۔ حضرت حسان اس پر کھڑے ہو کر نعت شریف سنایا کرتے تھے اور حضور ﷺ دعائیں دیتے تھے کہ ﴿اللھم ایدہ بروح القدس﴾ اے اللہ حسان کی روح القدس سے امداد کر۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ نعت گوئی اور نعت خوانی ایسی اعلیٰ عبادت ہے کہ اس کی وجہ سے حضرت حسان رضی اللہ عنہ کو مجلس مصطفیٰ ﷺ میں منبر دیا گیا۔ خرپوتی شرح قصیدہ بردہ شریف میں ہے کہ صاحب قصیدہ بردہ کو فالج ہو گیا تھا اور کوئی علاج مفید نہ ہوتا تھا۔ آخر کار قصیدہ بردہ شریف لکھا اور رات کو خواب میں حضور ﷺ کی خدمت میں کھڑے ہو کر سنایا۔ شفا بھی پائی اور انعام میں چادر مبارک بھی ملی۔ نعت شریف سے دین ودنیا کی نعمتیں ملتی ہیں۔ مولانا جامی' امام ابوحنیفہ' حضرت غوث پاک رحمۃ اللہ علیہم غرضیکہ سارے اولیاء وعلماء نے نعتیں لکھیں اور پڑھی ہیں۔

تقسیم شیرینی بہت اچھا کام ہے۔ خوشی کے موقعہ پر کھانا کھلانا اور مٹھائی تقسیم کرنا احادیث سے ثابت ہے۔ عقیقہ' ولیمہ وغیرہ میں کھانے کی دعوت سنت کیوں ہے؟ اس لیے کہ یہ خوشی کا موقعہ ہے۔ خاص نکاح کے وقت خرمے

تقسیم کرنا بلکہ اس کا لٹانا سنت ہے۔

محفل میلاد بھی اہم دینی کام ہے۔اس سے پہلے اہل قرابت' میلاد خوانوں اور مہمانوں کو کھانا کھلانا بعد میں حاضرین میں تقسیم شیرینی کرنا اسی میں داخل ہے۔اس تقسیم کی اصل قرآن وحدیث سے ملتی ہے۔قرآن فرماتا ہے ﴿یا ایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجوکم صدقة ذالک خیر لکم واطھر﴾ ترجمہ:''اے ایمان والو! جب تم رسول سے کچھ آہستہ عرض کرنا چاہو تو اس سے پہلے کچھ صدقہ دے لو یہ تمہارے لیے بہتر اور بہت ستھرا ہے''۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ شروع اسلام میں مالداروں پر ضروری تھا کہ جب حضور علیہ السلام سے کوئی ضروری مشورہ کریں تو پہلے خیرات کریں۔چنانچہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک دینار خیرات کر کے حضور علیہ السلام سے دس مسئلے پوچھے بعد میں اس کا وجوب منسوخ ہوگیا۔اگرچہ اس کا وجوب منسوخ ہوگیا مگر اباحت اصلیہ اور استحباب تو باقی ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ مزارات اولیاء اللہ پر کچھ شیرینی لے کر جانا اور مرشدین وصلحاء کے پاس کچھ لے کر حاضر ہونا مستحب ہے۔اسی طرح احادیث وقرآن یا دینی کتب کے شروع کرتے وقت کچھ صدقہ کرنا بہتر ہے۔میلاد شریف پڑھنے سے پہلے کچھ خیرات کرنا کارِثواب ہے۔شاہ عبدالعزیز صاحب نے ایک حدیث نقل کی ہے کہ بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت ابن عمر سے روایت کیا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے سورۃ البقرہ بارہ سال کی مدت میں اس کے رموز اسرار کے ساتھ پڑھی۔جب فارغ ہوئے تو ختم کے دن ایک اونٹ ذبح کر کے کھانا پکا کر صحابہ کرام کو کھلایا۔اس سے اہم کارِخیر سے فارغ ہو کر تقسیم شیرینی وطعام ثابت ہوا' میلاد پاک بھی اہم کام ہے۔

یہ تقسیم اسراف نہیں ہے کسی نے سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ ﴿لا خیر فی السرف﴾ اسراف میں بھلائی نہیں۔آپ نے فوراً جواب دیا ﴿لا سرف فی الخیر﴾ بھلائی میں خرچ کرنا اسراف نہیں۔

● کسی کی یادگار منانا اور دن تاریخ وقت مقرر کرنا شرک ہے اور میلاد شریف میں یہ دونوں ہیں لہٰذا یہ بھی شرک ہے۔

☆ خوشی کی یادگار منانا سنت اور دن وتاریخ مقرر کرنا مسنون۔اس کو شرک کہنا انتہاء درجہ کی جہالت وبے دینی ہے۔رب تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا ﴿وذکرھم بایام اللہ﴾ یعنی بنی اسرائیل کو وہ دن بھی یاد دلاؤ جن میں اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر نعمتیں اتاریں۔معلوم ہوا کہ جن دنوں میں رب تعالیٰ اپنے بندوں کو نعمت دے ان کی یادگار منانے کا حکم ہے۔مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ﴿سئل رسول اللہ ﷺ عن صوم یوم الاثنین فقال



فیه ولدت وفیه انزل علی وحی﴾ ترجمہ:''حضور علیہ السلام سے دوشنبہ کے روزے کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ اسی دن ہم پیدا ہوئے اور اسی دن ہم پر وحی کی ابتداء ہوئی''۔

ثابت ہوا کہ دوشنبہ (پیر) کا روزہ اس لیے سنت ہے کہ یہ دن حضور علیہ السلام کی ولادت کا ہے۔اس سے تین باتیں معلوم ہوئیں ● یادگار منانا سنت ہے ● اس کے لیے دن مقرر کرنا سنت ہے ● حضور علیہ السلام کی ولادت کی خوشی میں عبادت کرنا سنت ہے۔عبادت خواہ بدنی ہو جیسے روزہ اور نوافل یا مالی جیسے صدقہ اور خیرات تقسیم شیرینی وغیرہ۔

جب حضور علیہ السلام مدینہ پاک میں تشریف لائے تو وہاں یہودیوں کو دیکھا کہ وہ عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں۔سبب پوچھا تو انہوں نے عرض کیا کہ اس دن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو رب نے فرعون سے نجات دی تھی' ہم اس کے شکریہ میں روزہ رکھتے ہیں۔حضور علیہ السلام نے فرمایا ﴿فنحن احق واولیٰ بموسیٰ منکم﴾ ہم موسیٰ علیہ السلام سے تم سے زیادہ قریب ہیں ﴿فصامه وامر بصیامه﴾ خود بھی اس دن روزہ رکھا اور لوگوں کو عاشورہ کے روزہ کا حکم دیا۔اول اسلام میں یہ روزہ فرض تھا اب فرضیت تو منسوخ ہو چکی مگر استحباب باقی ہے۔مشکوٰۃ میں ہے کہ عاشورہ کے روزے کے متعلق کسی نے حضور علیہ السلام سے عرض کیا کہ اس میں یہود سے مشابہت ہے تو فرمایا کہ اچھا آئندہ سال اگر زندگی رہی تو ہم دو روزے رکھیں گے' یعنی روزہ چھوڑا نہیں بلکہ زیادتی فرما کر مشابہت اہل کتاب سے بچ گئے۔

پنجگانہ نمازوں کی رکعتیں مختلف کیوں ہیں؟ فجر میں دو' مغرب میں تین' عصر میں چار۔یہ نمازیں گذشتہ انبیاء کی یادگاریں ہیں کہ حضرت آدم علیہ السلام نے دنیا میں آ کر رات دیکھی تو پریشان ہوئے' صبح کے وقت دو رکعت بطور شکریہ ادا کیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کا فدیہ دنبہ پایا۔لخت جگر کی جان بچی اور قربانی منظور ہوئی چنانچہ آپ نے چار رکعتیں شکریہ ادا کیں' یہ ظہر ہوئی وغیرہ

معلوم ہوا کہ نماز کی رکعات بھی دیگر انبیاء علیہم السلام کی یادگار ہیں۔حج تو از اول تا آخر ہاجرہ واسماعیل وابراہیم علیہم السلام کی یادگار ہے۔اب نہ تو وہاں پانی کی تلاش ہے اور نہ شیطان کا قربانی سے روکنا مگر صفا ومروہ کے درمیان چلنا' بھاگنا' منیٰ میں شیطان کو کنکر مارنا بدستور ویسے ہی یادگار کے طور پر موجود ہے۔

ماہ رمضان خصوصاً شب قدر اس لیے افضل ہے کہ اس میں قرآن کریم کا نزول ہے۔رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿شھر رمضان الذی انزل فیه القرآن﴾ اور فرماتا ہے ﴿انا انزلنه فی لیلة القدر﴾ جب قرآن کے نزول کی وجہ سے یہ مہینہ ورات تا قیامت اعلیٰ ہوگئے تو صاحب قرآن ﷺ کی ولادت پاک سے تا قیامت ربیع

الاول اور اس کی بارھویں تاریخ اعلیٰ و افضل کیوں نہ ہوں؟ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے دن کو روز عید قرار دے دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ جس دن' جس تاریخ میں کسی اللہ والے پر اللہ کی رحمت آئی' وہ دن وہ تاریخ تا قیامت رحمت کا دن بن جاتا ہے۔ دیکھو جمعہ کا دن اس لیے افضل ہے کہ اس دن میں گذشتہ انبیاء علیہم السلام پر ربانی انعام ہوئے کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش' انہیں سجدہ کرنا' ان کا دنیا میں آنا۔ نوح علیہ السلام کشتی پار لگنا۔ یونس علیہ السلام کا مچھلی کے پیٹ سے باہر آنا۔ یعقوب علیہ السلام کا اپنے فرزند سے ملنا۔ موسیٰ علیہ السلام کا فرعون سے نجات پانا پھر آئندہ قیامت کا آنا یہ سب جمعہ کے دن ہے لہٰذا جمعہ ''سید الایام'' ہو گیا۔

معلوم ہوا کہ بزرگوں کی خوشی یا عبادت کی یادگاریں منانا عبادت ہے۔ اگر کسی چیز کا مقرر کرنا شرک ہے تو مدرسہ دیوبند کی تاریخ امتحان مقرر' تعطیل کے لیے ماہ رمضان مقرر' دستار بندی کے لیے دورہ حدیث مقرر' مدرسین کی تنخواہ مقرر' کھانے اور سونے کے لیے وقت مقرر' جماعت کے لیے گھنٹہ اور وقت مقرر' نکاح' ولیمہ اور عقیقہ کے لیے تاریخیں کیوں مقرر ہیں؟ میلاد شریف کو شرک کہنے کے شوق میں اپنے گھر کو تو آگ نہ لگاؤ۔ یہ تاریخیں محض عادت کے طور پر مقرر کی جاتی ہیں۔ یہ کوئی بھی نہیں سمجھتا کہ اس تاریخ کے علاوہ اور تاریخ میں محفل میلاد جائز ہی نہیں۔ پھر بارہ ربیع الاول میں ہر جگہ پورے ماہ میلاد شریف ہوتے رہتے ہیں۔ سوائے دیوبند کے ہر جگہ دستور ہے بلکہ سنا گیا ہے کہ وہاں بھی عام باشندے میلاد شریف برابر کرتے ہیں۔

ان اعتراضات سے معلوم ہوا کہ مانعین کے پاس شرعاً کوئی دلیل حرمت موجود نہیں۔ انہیں یوں ہی ایک چڑ پیدا ہو گئی ہے اس لیے محض قیاسات باطلہ سے محافل میلاد شریف کو حرام کہتے ہیں۔ مگر یاد رہے کہ

مٹ گئے مٹتے ہیں مٹ جائیں گے اعداء تیرے

نہ مٹا ہے نہ مٹے گا کبھی چرچا تیرا

❁❁❁❁❁

آتے رہے انبیاء کما قیل لھم

والخاتم حقکم کہ خاتم ہوئے تم

یعنی جو ہوا دفتر تنزیل تمام

آخر میں ہوئی مہر کہ اکملت لکم

❁❁❁❁❁





ماہِ ربیع الاول شریف میں دنیا بھر کے مسلمان اپنے آقا و مولیٰ تاجدارِ دو عالم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر حسب استطاعت خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں۔ جلسہ، جلوس، چراغاں، صدقہ و خیرات سب اسی خوشی کے مظاہر ہیں اور اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت کے شکریہ کے انداز ہیں۔ کچھ ذوقِ لطیف بلکہ نورِ ایمان سے محروم ایسے لوگ بھی ہیں جن کے نزدیک ان تمام امور کا اسلام سے دُور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اگرچہ ایسے لوگوں کی تعداد بہت کم ہے تاہم وہ وقت بے وقت اپنے دل کا ابال نکالتے رہتے ہیں۔ دوسری طرف اہلِ سنت و جماعت کے چند خطباء اور مقررین ہیں جو تبلیغ دین کو ایک مشن بنانے کی بجائے سُنی سنائی باتوں یا غیر مستند کتابوں کے حوالے سے روایات بیان کر کے جوش خطابت کے جوہر دکھانے پر اکتفا کرتے ہیں اور سادہ لوح عوام جذبات کی رو میں بہہ کر نعرۂ تکبیر اور نعرۂ رسالت لگا کر خوش ہو جاتے ہیں۔

حال ہی میں علامہ ابن حجر مکی ہیتمی قدس سرہ (متوفی ۹۷۴ھ) کے نام سے ایک کتاب ''النعمة الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم'' دیکھنے میں آئی ہے جس میں حضور سید عالم ﷺ کے فضائل و محامد کے ساتھ ساتھ میلاد شریف منانے کے فضائل بیان کیے گئے ہیں۔ مقررین حضرات کے لیے یہ کتاب بڑی دلچسپی کی چیز ثابت ہوئی ہے، اکثر خطباء اس کے حوالے سے اپنی تقریروں کو چار چاند لگا رہے ہیں۔

اس کتاب میں خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم کے ارشادات سے میلاد شریف پڑھنے کے فضائل اس طرح بیان کیے گئے ہیں:

❶ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف کے پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا وہ جنت میں میرے ساتھ ہو گا۔ ﴿حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ﴾

❷ جس شخص نے حضور اکرم ﷺ کے میلاد شریف کی تعظیم کی اس نے اسلام کو زندہ کیا۔ ﴿حضرت عمر

فاروق رضی اللہ عنہ ﴾

③ جس شخص نے حضورِ انور ﷺ کے میلاد شریف کے پڑھنے پر ایک درہم خرچ کیا گویا وہ غزوہ بدر و حنین میں حاضر ہوا۔ ﴿ حضرت عثمانِ غنی رضی اللہ عنہ ﴾

④ جس شخص نے حضورِ اکرم ﷺ کے میلاد شریف کی تعظیم کی، میلاد پڑھنے کے سبب وہ دنیا سے ایمان کے ساتھ ہی جائے گا اور جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوگا۔ ﴿ حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ ﴾

اس کے علاوہ حضرت حسن بصری، جنید بغدادی، معروف کرخی، امام رازی، امام شافعی، سری سقطی وغیرہم رحمۃ اللہ علیہم کے ارشادات نقل کیے گیے ہیں۔

اس کتاب کے مطالعہ کے بعد چند سوالات پیدا ہوتے ہیں، اکابر علماء اہلسنت سے درخواست ہے کہ وہ ان کا جواب مرحمت فرمائیں:

① فضائلِ اعمال میں حدیث ضعیف بھی مقبول ہے۔ علامہ ابنِ حجر مکی فرماتے ہیں کہ ''معتبر اور مستند حضرات کا اس پر اتفاق ہے کہ حدیث ضعیف فضائلِ اعمال میں حجت ہے۔'' [1]

شیخ الشیوخ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں: ''صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قول، فعل اور تقریر کو بھی حدیث کہا جاتا ہے۔'' [2]

علامہ ابن حجر مکی دسویں صدی ہجری میں ہوئے ہیں، لازمی امر ہے کہ انہوں نے مذکورہ بالا احادیث صحابہ کرام سے نہیں سنیں، لہٰذا وہ سند معلوم ہونی چاہیے جس کی بنا پر احادیث روایت کی گئی ہیں خواہ وہ سند ضعیف ہی کیوں نہ ہو یا ان روایات کا کوئی مستند ماخذ ملنا چاہیے۔

حضرت عبداللہ ابنِ مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''اسناد دین سے ہے، اگر سند نہ ہوتی تو جس کے دل میں جو آتا کہہ دیتا۔'' [3]

② حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے آخر میں ایسے لوگ ہوں گے جو تم کو ایسی حدیثیں بیان کریں گے جو نہ تم نے سنی ہوں گی اور نہ تمہارے آباء نے، تم ان سے دور رہنا۔'' [4]

سوال یہ ہے کہ خلفاءِ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اور دیگر بزرگانِ دین کے یہ ارشادات امام احمد رضا بریلوی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی، ملا علی قاری، علامہ سیوطی، علامہ نبہانی قدست اسرارہم



اور دیگر علماءِ اسلام کی نگاہوں سے کیوں پوشیدہ رہے؟ جبکہ ان حضرات کی وسعتِ علمی کے اپنے اور بیگانے سب ہی معترف ہیں۔

③ خود ان اقوال کی زبان اور اندازِ بیان بتا رہا ہے کہ یہ دسویں صدی کے بعد تیار کیے گئے ہیں۔ میلاد شریف کے پڑھنے پر درہم خرچ کرنے کی بات بھی خوب رہی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے دور میں نہ تو میلاد شریف کی کوئی کتاب تھی جو پڑھی جاتی تھی اور نہ ہی میلاد کے پڑھنے کے لیے انہیں درہم خرچ کرنے اور فیس ادا کرنے کی ضرورت تھی۔ ایسا بھی نہیں تھا کہ وہ صرف ربیع الاول کے مہینے میں ہی میلاد شریف مناتے تھے بلکہ ان کی ہر محفل اور ہر نشست محفلِ میلاد ہوتی تھی، جس میں حضور ﷺ کے حسن و جمال، فضل و کمال اور آپ کی تعلیمات کا ذکر ہوتا تھا۔ آج یہ تصور قائم ہو گیا ہے کہ ماہِ ربیع الاول اور میلاد شریف میں صرف حضور ﷺ کی ولادتِ باسعادت کا تذکرہ ہونا چاہیے بلکہ بعض اوقات تو موضوعِ سخن صرف میلاد شریف منانے کا جواز ثابت کرنا ہوتا ہے اور ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہر مقرر اپنی تقریر میں میلاد شریف کے جواز پر دلائل پیش کر کے اپنی تقریر ختم کر دیتا ہے اور جلسہ برخاست ہو جاتا ہے حالانکہ میلاد منانے کا مقصد تو یہ ہے کہ خدا اور رسول کی محبت مضبوط سے مضبوط تر ہو اور کتاب و سنت کے مطابق عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہو۔ ہماری بعض محفلیں مستند روایات کے حوالے سے میلاد شریف کے بیان سے خالی ہوتی ہیں اور عمل کی تو بات ہی نہیں کی جاتی۔

④ علامہ یوسف بن اسماعیل نبہانی قدس سرہٗ نے جواہر البحار کی تیسری جلد میں صفحہ ۳۲۸ تا ۳۴۷ تک علامہ ابنِ حجر مکی ہیتمی کے اصل رسالہ ''النعمة الکبریٰ علی العالم فی مولد سید ولد آدم'' کی تلخیص نقل کی جو خود علامہ ابن حجر مکی نے تیار کی تھی۔ اصل کتاب میں ہر بات پوری سند کے ساتھ بیان کی گئی تھی، تلخیص میں سندوں کو حذف کر دیا گیا ہے۔ ابنِ حجر فرماتے ہیں: ''میری کتاب واضعین کی وضع اور ملحد و مفتری لوگوں کے انتساب سے خالی ہے۔ جبکہ لوگوں کے ہاتھوں میں جو میلاد نامے پائے جاتے ہیں ان میں سے اکثر میں موضوع اور جھوٹی روایات موجود ہیں۔'' [5]

اس کتاب میں خلفاءِ راشدین اور دیگر بزرگانِ دین کے مذکورہ بالا اقوال کا نام و نشان تک نہیں ہے۔ اس نتیجہ نکالنے میں کوئی دشواری پیش نہیں آتی کہ یہ ایک جعلی کتاب ہے جو علامہ ابنِ حجر مکی کی طرف منسوب کر دی ہے۔ علامہ سید محمد عابدین شامی (صاحبِ ردالمحتار) کے بھتیجے علامہ سید احمد عابدین شامی نے اصل ''نعمة کبریٰ'' کی شرح ''نثر الدرر علی مولد ابن حجر'' لکھی جس کے متعدد اقتباسات علامہ نبہانی نے جواہر البحار

جلد:۳، صفحہ:۳۲۷ سے ۳۷۴ تک نقل کیے ہیں۔ اس میں بھی خلفاءِ راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے مذکورہ بالا اقوال کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

ضرورت ہے کہ محافلِ میلاد میں حضور سیدِ عالم ﷺ کی ولادتِ باسعادت کے ساتھ ساتھ آپ کی سیرتِ طیبہ اور آپ کی تعلیمات بھی بیان کی جائیں۔ میلاد شریف کی روایات مستند اور معتبر کتابوں سے لی جائیں مثلاً مواھب اللدنیہ، سیرتِ طیبہ، خصائص کبریٰ، زرقانی علی المواھب، مدارج النبوۃ اور جواھر البحار وغیرہ۔ اگر صحاح ستہ اور حدیث کی دیگر معروف کتابوں کا مطالعہ کیا جائے تو ان سے خاصا مواد جمع کیا جا سکتا ہے۔

اگر مواد یکجا مطلوب ہو جس سے با آسانی استفادہ کیا جا سکے تو اس کے لیے سیرت رسولِ عربی از علامہ نور بخش توکلی، میلاد النبی از علامہ احمد سعید کاظمی، الذکر الحسین از مولانا محمد شفیع اوکاڑوی، دینِ مصطفیٰ ﷺ از علامہ سید محمود احمد رضوی، حول الاحتفال بالمولد النبوی الشریف از محمد بن علوی المالکی الحسنی، مولد العروس از علامہ ابن جوزی اور حسن المقصد فی عمل المولد از امام جلال الدین سیوطی کا مطالعہ کیا جا سکتا ہے۔

## «حوالہ جات»


۱۔ تطہیر الجنان، ص:۱۳

۲۔ مقدمہ مشکوٰۃ شریف

۳۔ مسلم شریف، ج:۱، ص:۱۲

۴۔ ایضاً، ص:۹

۵۔ جواھر البحار، ج:۳، ص:۳۲۹


❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

اللہ کی سر تا بقدم شان ہیں یہ
ان سا نہیں انساں وہ انساں ہیں یہ
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں
ایمان یہ کہتا ہے میری جان ہیں یہ



# محافلِ میلاد کے چند اصلاح طلب پہلو

مولانا محمد احمد مصباحی

اس موضوع پر کتابیں لکھی جا چکی ہیں اور جشن میلاد کا جواز ثابت کیا گیا ہے۔ ایام کی یاد منانے میں وہ آیات و احادیث پیش کی گئی ہیں جن میں اللہ کی نعمتوں اور نعمتوں کے ایام کی یاد منانے کی تاکید کی گئی ہے، اسی طرح وہ آیات و احادیث جن میں نعمتوں کا چرچا کرنے اور ان پر خوشی منانے کا حکم آیا ہے۔ رحمۃ للعالمین ﷺ کا میلاد مبارک سارے جہان بالخصوص اہل ایمان کے لیے اللہ رب العزت کی عظیم نعمت ہے۔ اس نعمت اور یوم نعمت پر جشنِ مسرت جائز و مستحسن بھی ہے اور سچی غلامی و وفاداری کا تقاضا بھی بشرطیکہ کوئی ایسا کام نہ ہو جو شریعت کے خلاف ہو۔ جائز حدود میں رہ کر خوشیاں منائی جائیں اور اپنے کردار و عمل سے بھی وقار و عظمت کا اظہار کیا جائے۔

مروجہ امور کی تفصیل بتائیں تو قابل اصلاح پہلو بتائے جا سکتے ہیں۔ مختلف ممالک اور علاقوں میں کیا کیا رواج ہے، اس کی تفصیل بروقت دشوار ہے۔ ہمارے دیار میں یہ ہوتا ہے کہ چھوٹے یا بڑے پیمانے پر محفلیں اور جلسے منعقد ہوتے ہیں جن میں سیرت پاک ﷺ اور دوسرے دینی موضوعات پر تقریریں ہوتی ہیں اور نعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ ان میں قابل اصلاح پہلو وہی ہے جو دوسرے جلسوں میں ہے۔ جو کچھ بیان کیا جائے وہ مستند ہو، ایسی باتیں بیان کی جائیں جن سے سامعین کے علم، عمل، عقائد کی پختگی اور عقیدت کے حسن میں اضافہ ہو۔ ایسا نہ ہو کہ رات یا دن کا قیمتی وقت صرف کرنے کے بعد بھی عوام کو فائدہ بہت کم ہو، ان کے ذہن میں صرف مقرر کا زورِ بیان رہ جائے یا نعت خواں کا ترنم۔ نہ علم رہے نہ جذبہ عمل اور نہ عقائد کی صلابت۔

جلوسوں میں یہ ہوتا ہے کہ مختلف راستوں سے گزرتے ہوئے یا کہیں ٹھہر کر نعتیں پڑھی جاتی ہیں۔ اس میں بھی یہ ملحوظ رہے کہ جو پڑھا جائے وزن و معنی ہر لحاظ سے درست اور مستند ہو۔ سرکار ﷺ کی عظمت کا اظہار اور عقیدت کی بیداری مقصود ہو، صرف اپنے کمال کا اظہار مقصود نہ ہو۔ گشت کرنے میں لہو و لعب اور ہنسی مذاق سے پرہیز ہو تاکہ اس یوم عظیم کی عظمت اور اس کا وقار ظاہر ہو۔ بہتر ہے جب نعتیں پڑھی جائیں تو مختصر درود یا کلمہ اور کسی مختصر ذکر کی تکرار میں خود کو مشغول رکھا جائے، تاکہ ذہن و فکر اور زبان و اعضاء کے لیے دوسری کسی سمت جانے سے امان حاصل ہو۔

بعض جگہوں میں اس موقع پر چراغاں اور آرائش وزیبائش میں مقابلے کا رواج چل پڑا ہے۔ایسے مقابلوں کی نہ کوئی ضرورت ہے نہ افادیت۔بغیر کسی مقابلے کے بس اتنا اہتمام کافی ہے کہ ہمارے بچوں اور دوسرے لوگوں پر یہ عیاں ہو جائے کہ آج مسلمانوں کی خوشی کا دن ہے۔پوری دنیا کو پاکیزگی اور نجات کی راہ دکھانے والے رحمت عالم ﷺ کے میلاد پاک کا دن ہے۔مناسب ہوگا کہ آرائش کے مصارف کم کر کے عقائد واعمال کی اصلاح اور سیرت طیبہ سے متعلق مستند اور دل نشین کتابیں ضرورت مندوں میں تقسیم کی جائیں۔یتیموں، ناداروں، تنگ دست بیماروں کی ضروریات معلوم کر کے ان کی مدد کی جائے۔ہمارے آقا و مولا ﷺ نے کمزوروں اور پریشان حالوں کے دکھ درد میں ان کی خبر گیری فرمائی، اس اسوۂ حسنہ کو ہم بھی اپنانے کی کوشش کریں۔نبی کریم ﷺ کے اخلاق کریمانہ کو زندہ کرنا بھی ان کی یاد منانے کا ایک باوقار طریقہ اور قابل تقلید نمونہ ہوگا۔

الف) سیرت پاک ﷺ کے مختلف حصوں کو ذیلی عنوانات میں تقسیم کیا جائے اور ایک دو ماہ قبل یا اور پہلے مقررین کو عنوانات دے دیے جائیں تا کہ مستند کتابوں کی روشنی میں وہ ان عنوانات کے مواد اور ان کے سبق آموز گوشے سلیس اور دل پذیر انداز میں جمع کریں۔پھر انہیں بھرپور تیاری کے ساتھ اس طرح بیان کریں کہ لوگ دلچسپی سے سنیں، دل ودماغ میں بٹھائیں اور قابل عمل گوشوں کو اپنی زندگی میں اتاریں۔

ب) ذیلی عنوانات پر الگ الگ، عام فہم اور اثر انگیز کتابیں بھی تیار کی جاسکتی ہیں۔اس طرح کہ یہ سلسلہ وار خاص ترتیب کے ساتھ لکھی جائیں کہ اگر اکھٹی کی جائیں تو مکمل کتاب سیرت کا کام دیں اور الگ الگ ہوں تو اجزا اور حصوں کا کام دیں۔پھر پورا سیٹ یا الگ الگ اجزا حسب طلب لوگوں میں تقسیم کیے جائیں۔برائے نام کچھ قیمت بھی رکھی جائے تا کہ وہی لوگ حاصل کریں جو پڑھ سکیں اور فائدہ اٹھائیں۔

ج) نمبر (الف) کے مطابق تقریروں کی کیسٹیں تیار کی جائیں تا کہ جو پڑھنے کے بجائے سننے سے دلچسپی رکھتے ہوں وہ اس راہ سے سیرت آشنا اور سیرت طیبہ سے اثر پذیر ہوں۔نمبر (ب) کی سی ڈی بہ کثرت تیار کر کے ان لوگوں کو دی جاسکتی ہیں جو کمپیوٹر پر یا خود پرنٹ نکال کر مطالعہ کریں۔یہ کتابیں انٹرنیٹ پر بھی دی جاسکتی ہیں۔

د) تقریر و تحریر ملکوں اور علاقوں کے لحاظ سے مختلف زبانوں میں تیار ہونی چاہیے ورنہ افادیت کسی ایک خطے یا ملک تک محدود رہے گی۔بہتر ہوگا کہ ہر ملک اور علاقہ کے لوگ باہم رابطہ کر کے مناسب انداز اور مستند ماخذ کی روشنی میں یہ کام کریں یا الگ الگ کریں تو بھی یہ لحاظ ضرور رکھیں کہ جو کچھ تیار ہو وہ مستند، موثر اور دل نشین ہو۔



سیرت پاک ﷺ پر ہر زبان میں بہت سا کام کیا ہوا موجود ہے، بس نظر ثانی کر کے حالات اور جدید تقاضوں کے مطابق نیا انداز دینے اور عام فہم بنانے کے لیے کوشش کرنی ہوگی۔یہ کام بھی بہت آسان نہیں، تجربہ، محنت اور خاصا وقت ضرور درکار ہوگا۔

سیرتِ طیبہ میں اس پہلو کو واضح کیا جائے کہ بعثت خاتم النبیین ﷺ کے موقع پر فکری وعملی آوارگی کیا تھی؟ سرکار ﷺ نے کس طرح دین حق اور اخلاق فاضلہ کو انسانوں کی زندگی میں اتارا۔پھر یہ بتایا جائے کہ آج بعض قومیں دنیا کو پھر اسی فکری وعملی پستی کے غار میں ڈالنا چاہتی ہیں جس سے نکال کر پیغمبر اسلام ﷺ نے انسانیت کو ایک بلند مقام پر پہنچایا تھا۔اس لیے اہل خرد اگر پستی سے نکلنا اور بلندی پر پہنچنا چاہتے ہیں تو انہیں رسول اکرم ﷺ کی ہدایات وتعلیمات کو گلے لگا لینا ہوگا ورنہ اپنے بُرے انجام کے ذمہ دار وہ خود ہی ہوں گے۔

یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایک کتاب سیرت اسی انداز پر تیار ہو کہ اس میں قابل اعتراض مقامات کو پہلے صحیح اور مستند شکل میں پیش کیا جائے پھر اعتراض کر کے جواب واضح کر دیا جائے اور یہ کتاب انٹرنیٹ پر اپ لوڈ کر دی جائے۔مگر اس طرح کے مواد کا عنوان ایسا ہونا چاہیے کہ تلاش کرنے والا بہت جلد اسے پا جائے، بلکہ اس کی ایسی تشہیر ہونی چاہیے کہ تلاش کرنے والے کے علم میں آجائے کہ اس موضوع پر فلاں لفظ کے تحت معلومات فراہم کی گئی ہیں۔

❋❋❋❋❋❋

زمین و زماں تمہارے لیے، مکین و مکاں تمہارے لیے
چنین وچناں تمہارے لیے، بنے دو جہاں تمہارے لیے
دہن میں زباں تمہارے لیے، بدن میں ہے جاں تمہارے لیے
ہم آئے یہاں تمہارے لیے، اٹھے بھی وہاں تمہارے لیے
فرشتے خِدَم، رسول حشم، تمامِ اُمم، غلام کرم
وجود عدم، حدوث وقِدَم، جہاں میں عیاں تمہارے لیے
اصالتِ کل، ولایت کل، سیادتِ کل، امارت کل
حکومتِ کل، ولایت کل، خدا کے یہاں تمہارے لیے
تمہاری چمک، تمہاری دمک، تمہاری جھلک، تمہاری مہک
زمین و فلک، سماک و سمک میں سکہ نشاں تمہارے لیے

رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت تمام مخلوقات اور عالم کے لیے نعمتِ عظمیٰ وعطیہ کبریٰ ہے۔ آپ ﷺ کی تشریف آوری اللہ تعالیٰ کا ایسا احسان وانعام ہے کہ دیگر نعم الٰہیہ اس کے بالمقابل کم درجہ کی ہیں۔ رسول گرامی وقار ﷺ سارے جہاں کے لیے سراپا رحمت وہدایت ہیں۔ ایمان کی روح اور جوہر اصلی آپ کی محبت والفت اور تعظیم وتکریم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں رسول اللہ ﷺ کی تعظیم وتوقیر کا حکم مطلق رکھا ہے' اسے کسی زمان ومکان اور قیود وشرائط سے مقید نہیں فرمایا ہے۔ وہ تمام اقوال وافعال اور اعمال جس سے رسول اللہ ﷺ کی عظمت وبڑائی کا اظہار ہو' جائز ومستحسن ہے۔ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا چرچا' اظہار فرح وسرور سال بہ سال اس کی تجدید وتعیین' یوم ووقت' یہ تمام امور نہ صرف جائز بلکہ مستحب وکارِثواب ہیں۔ اکابر علماء ومحدثین نے میلاد النبی ﷺ کے مبارک موقع پر دینی اجتماعات ومحافل کے انعقاد کو مستحب وکارِثواب قرار دیا ہے۔ مصر' شام' یمن' حرمین طیبین' اندلس اور پاک وہند میں صدہا سال سے محافل میلاد النبی ﷺ کا انعقاد اور اہتمام رائج ومعمول ہے۔

امام ابن حجر عسقلانی' امام جلال الدین سیوطی' امام زرقانی' امام شمس الدین سخاوی' ملا علی قاری' امام ابوشامہ' امام نووی' امام قسطلانی' شیخ عبدالحق محدث دہلوی' شاہ ولی اللہ محدث دہلوی' شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی' حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمہم اللہ وغیرہم نے اپنی تصنیفات میں میلاد النبی کے موقع پر دینی محافل کے انعقاد کے جواز واستحسان کو مضبوط وناقابل تردید دلائل کے ساتھ ثابت فرمایا ہے۔

حصول برکت کے لیے یہ اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ ملا علی قاری اپنی تصنیف لطیف المورد الروی فی المولد النبوی میں تحریر فرماتے ہیں ﴿فکثرھم بذالک عنایۃ اھل مصر والشام' ولسلطان مصر فی تلک اللیلۃ من العام اعظم مقام قال ولقد حضرت فی سنۃ خمس وثمانین وسبعمائۃ لیلۃ المولد عند الملک الظاھر برقوق رحمۃ اللہ علیہ بقلعۃ الجبل العلیہ' فریت ما ھالی وسرلی وماسای نی وحررت ما انفق فی تلک اللیلۃ علی القرای والحاضرین من الوعاظ



والمنشدین وغیرھم من الاتباع والغلمان والخدام المترددین بنحو عشرۃ آلاف مثقال من الذھب ما بین خلع ومطعوم ومشروب ومشموم وشموع وغیرھا ما یستقیم بہ الضلوع وعددت فی ذالک خمسا وعشرین من القرای الصیتین المرجو کونھم مثبتین ولا نزل واحد منھم الا بنحو عشرین خلعۃ من السلطان ومن الامرای الاعیان قال السخاوی' قلت ولم یزل ملوک مصر خدام الحرمین الشریفین ممن وفقھم اللہ لھدم کثیر من المناکیر والشین ونظروا فی امر الرعیۃ کالوالد لولدہ وشھروا انفسھم بالعدل فاسعفھم اللہ بجندہ ومددہ﴾ ترجمہ: ''محافل میلاد کے اہتمام میں اہل مصر واہل شام سب سے آگے ہیں اور سلطان مصر ولادت باسعادت کی رات ہر سال محفل میلاد منعقد کرنے میں بلند مقام رکھتا ہے۔ فرمایا کہ میں 785ھ میں سلطان ظاہر برقوق کے پاس میلاد کی رات اطبل العلیہ کے قلعہ میں حاضر ہوا' وہاں وہ کچھ دیکھا جس نے مجھے ہلا کر رکھ دیا اور بہت زیادہ خوش کیا اور کوئی چیز مجھے بری نہ لگی۔ میں ساتھ ساتھ لکھتا گیا جو بادشاہ نے اس رات قراء اور موجود واعظین' شعراء اور ان کے علاوہ کئی اور لوگوں' بچوں اور معروف خدام پر تقریباً دس ہزار مثقال سونا' خلعتیں' انواع واقسام کے کھانے' مشروبات' خوشبوئیں' شمعیں اور دیگر چیزیں عطا کیں جن کے باعث وہ اپنی معاشی حالت درست کر سکتے تھے۔ اس وقت میں نے پچیس ایسے خوش آواز قراء شمار کیے جو اپنی مسحور کن آواز سے سب پر فائق رہے اور ان میں سے کوئی بھی ایسا نہ تھا جو سلطان اور اعیان سلطنت سے بیس کے قریب خلعتیں لیے بغیر اسٹیج سے اترا ہو۔ امام سخاوی کہتے ہیں کہ میرا موقف یہ ہے کہ مصر کے سلاطین جو حرمین شریفین کے خدام رہے ہیں ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے برائیاں اور عیوب ختم کرنے کی توفیق عطا کر رکھی تھی۔ انہوں نے رعیت کے بارے میں ایسا ہی سلوک کیا جیسا والد اپنے بیٹے سے کرتا ہے اور انہوں نے قیام عدل کے ذریعہ شہرت حاصل کی' اللہ تعالیٰ اس معاملے میں انہیں اپنی غیبی مدد سے نوازے''۔

مذکورہ بالا تفصیلات کی روشنی میں میلاد النبی ﷺ کے مبارک موقع پر دینی جلسے اور جلوس کا اہتمام کرنا شرعاً جائز ومستحسن ہے۔ جو لوگ اسے بدعت وضلالت کہہ کر روکتے ہیں وہ در حقیقت رسول اللہ ﷺ کے اعداء ودشمنان دین کے آلہ کار ہیں۔

میلاد النبی ﷺ کے مبارک موقع پر منعقد ہونے والے جلسوں اور محافل میں اس امر کا التزام ہونا چاہیے کہ سب لوگ باوضو شریک ہوں اور پروگرام معین وقت پر شروع ہو اور صرف تین گھنٹہ ہی چلے جس میں غیر فاسق

شعراء و نعت خواں نعتیہ قصائد خشوع و ادب کے ساتھ پیش کریں، پھر دو تقریریں ہوں جو مستند اور مدلل روایات کے ساتھ تفہیمی و تبلیغی انداز میں ہوں تاکہ سامعین رسول اللہ ﷺ کے اخلاق کو اپنے اندر اپنانے کی رغبت محسوس کریں۔ تقاریر میں لب و لہجہ متین و سنجیدہ ہو کیونکہ اب پُر زور اور پُر شور انداز غیر موثر ہو چکا ہے۔

ولادت باسعادت کے مبارک موقع پر پوری دنیا کے اصحاب و دانش کی توجہات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف ملتفت کرنے اور نور نبوی سے کسب فیض کی غرض سے جلوس نکالنا بہتر اور مستحسن ہے لیکن عام جلوس کے بجائے علماء اور عمائدین شہر کو شامل کر کے جلوس نکالا جائے، جس میں خوشبو اور عطریات کا استعمال ہو، خوش الحان نعت خواں قصائد پڑھیں، پورا مجمع شائستگی کو ملحوظ رکھے، چھوٹے بچے اور فساق و فجار کی بے ہنگم آواز نہ ہو جس سے مثبت اثر کے بجائے منفی تاثر قائم ہو۔ آج کے اس معروف دور میں رات 11 بجے جلسوں کے آغاز اور صبح کو اختتام نے پڑھے لکھے لوگوں کو دینی جلسوں سے دُور کر دیا ہے۔ اس لیے اس طبقے کو دعوت سے قریب کرنے کے لیے سیرت کے اہم گوشوں پر مبنی توسیعی خطبات کا اہتمام کیا جائے۔

نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس عالم انسانیت کے لیے اسوۂ حسنہ ہے یعنی زندگی کے تمام شعبوں میں آپ ہی کی سیرت مبارکہ نمونۂ عمل اور آئیڈیل ہے۔ اس لیے رسول اقدس علیہ التحیۃ والثناء کے محاسن حمیدہ کی نشر و اشاعت کا جدید طریقہ اس طرح اپنایا جائے کہ سکولوں اور دنیاوی کالجوں میں زیر تعلیم طلبہ کے لیے دینی مدارس کی جانب سے سیرت کے متعلق تقریری مقابلے اور کوئز کے پروگرام منعقد کیے جائیں۔ اس موقع پر مسلم تنظیموں اور مقامی کمیٹیوں کو رفاہ عامہ کے امور پر خصوصی توجہ دینی چاہیے۔ محلے اور آبادی کی صفائی کا اہتمام کریں، اسراف و تبذیر سے بچتے ہوئے روشنی اور آرائش کا اہتمام کریں، غرباء و فقراء کی مدد و اعانت کا خاص انتظام کریں اور اجتماعی طور پر قرآن خوانی، اوراد و درود شریف کی مجالس کا انعقاد کریں اور مسلم گھروں میں سیرت طیبہ کے روشن نکات کو بچوں کے ذہنوں میں نقش کرنے کی تدبیر اپنائیں۔

دور جدید بے کرداری کا دور ہے، مادیت کی چکا چوند نے روحانیت اور روحانی اقدار کو کافی پیچھے دھکیل دیا ہے۔ سائنسی ایجادات کی تیز رفتاری نے سب کو عجلت پسند بنا دیا ہے۔ صبر و ضبط، تحمل و رواداری اختیار کرنا مشکل ہو رہا ہے۔ سماج میں اقدار و اخلاق کی گرفت ڈھیلی ہوتی جا رہی ہے۔ ہر شخص لامذہبیت کی طرف بھاگ رہا ہے۔ مذہب اسلام سے وابستہ حضرات عقائد و معمولات کو جدید دور سے ہم آہنگ کرنے کی فکر میں مسلمات کو نظر انداز کر رہے ہیں۔ بعث بعد الموت پر ایمان کے باوجود خواہشات نفس کے دباؤ میں وہ کچھ کر گزرتے ہیں جن کا اسلام میں



کوئی معنی نہیں ہے۔ اس لیے دعوت اسلام کے لیے رفاہی انداز زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا ہے۔ سیاسی اور تجارتی انداز تبلیغ نے متاع اخلاص کو بے حد نقصان پہنچایا ہے، اس لیے صوفیاء کا طریقہ تبلیغ جس میں صرف دینا ہی ہو، لینا کچھ نہ ہو، زیادہ موثر ہو سکتا ہے۔ تبلیغ دین کے ادارے، تنظیم، ارباب دعوت، حق و صداقت کی ہر قیمت پر حفاظت کریں اور دوسروں کے لیے "رول ماڈل" بن کر کردار کی آہنی قوت سے دلوں کو مسخر بنائیں۔

جدید دور انفارمیشن اور ٹیکنالوجی کا دور ہے۔ افکار و نظریات کی تشہیر و اشاعت کے لیے ٹی وی، انٹرنیٹ سریع الاثر ذرائع ہیں۔ جسموں پر حکومت کا زمانہ ختم ہو چکا ہے، اب فکر و ذہن کو یرغمال بنا کر اپنے مقاصد کی تکمیل کی جاتی ہے۔ آج جدید ذرائع ترسیل سے جو اسلام مخالف اعتراضات مختلف شکلوں میں نظر آتے ہیں وہ یہود و نصاریٰ اور مشرکین کی منظم سازش کا نتیجہ ہیں۔ وہ عمداً اسلام کے خلاف افواہ پھیلا کر لوگوں کو اس چشمہ فیض سے دور رکھنا چاہتے ہیں جو ان کے تمام درد کا مداوا ہے۔ اخبارات، رسائل، ٹی وی، انٹرنیٹ پر سیرت نبوی پر اعتراضات کا منشاء امت مسلمہ کو ذہنی کرب میں مبتلا کرنا ہے۔ اس لیے ہمیں پوری سنجیدگی اور غور و خوض کے بعد ان نازک اور حساس پہلوؤں کی نشان دہی کرنی ہو گی جنہیں چھیڑنے سے مخالفین کے خیمہ میں گھبراہٹ پیدا ہو۔ اعتراضات کی نوعیت سے جھنجلا کر اسلام کی معذرت خواہانہ تعبیر ہرگز نہ پیش کی جائے بلکہ پوری گہرائی اور تاریخی تسلسل کے ساتھ اعتراضات کی جواب دہی لب و لہجہ میں بیخ کنی کی جائے اور معترضین کی باتوں کی بے وزنی کو خوب خوب اجاگر کیا جائے۔

❋ ❋ ❋ ❋ ❋ ❋

یا خدا بہر جناب مصطفیٰ امداد کن
یا رسول اللہ از بہر خدا امداد کن

یا شفیع المذنبین یا رحمۃ للعالمین
یا امان الخائفین یا ملتجے امداد کن

اے عطا پاش اے خطا پوش اے عفو کیش اے کریم
اے سراپا رافتِ رب العلیٰ امداد کن

اے علیم اے عالم اے علام اعلم اے علم
علم تو معنی زعرض مدعا امداد کن

# پیوستہ رہ شجر سے یقین بہار رکھ

پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد رحمۃ اللہ علیہ

مجالس عید میلاد النبی ﷺ کا اہتمام صدیوں سے ہوتا چلا آتا ہے۔ آپ ماضی کی طرف پیچھے چلیں، ایک صدی پیچھے، دو صدی پیچھے اور تمام نوپیدا فرقوں اور جماعتوں کو بھی پیچھے چھوڑتے جائیں ا تو آپ یہ دیکھ کر سخت حیران ہوں گے کہ دور جدید کے ہر نو پیدا فرقے اور جماعت کے اجداد کا تعلق اسی ایک جماعت سے تھا جس کو اصطلاح شریعت اور اصطلاح عوام میں "سواد اعظم اہل سنت و جماعت" کہا جاتا ہے اور جس کا نشان امتیاز صدیوں سے "محفل میلاد" رہا ہے۔ لیکن عقل یہ سوال کرتی ہے کہ قرآن و حدیث کی واضح ہدایات اور تسلسل و تواتر کے باوجود پھر اختلافات نے شدت کیوں اختیار کی اور مسلمان فرقوں اور جماعتوں میں کیوں بٹ گئے؟ ان اختلافات کے جہاں اور اسباب ہیں وہاں راقم کے نزدیک ایک اہم سبب سیاسی بھی ہے جو قابل توجہ ہے۔

دو اڑھائی سو سال پہلے دنیا کے تین براعظموں پر پھیلے ہوئے سواد اعظم کا شیرازہ منتشر کرنے کے لیے برطانوی محکمہ جاسوسی نے ایک جامع پروگرام بنایا اور آنے والی صدیوں میں تسلسل و تندہی کے ساتھ اس پر عمل ہوتا رہا۔ اس پروگرام کے مختلف اہداف تھے۔ ان اہداف میں حضور انور ﷺ کی ذات اقدس اور صلحائے امت کی ذوات عالیہ سرفہرست نظر آتی ہیں کیوں کہ ان حضرات عالیہ سے وابستگی دین کا صحیح شعور اور اسلام کی سچی محبت پیدا کرتی ہے اور مسلمانوں کو اس حد تک دیوانہ بنا دیتی ہے کہ وہ اپنی جان کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ یہی دیوانگی دشمنان اسلام کے لیے صدیوں سے دردسر بنی رہی، اس کا علاج انہوں نے یہ سوچا کہ اندرونی اور بیرونی سازشوں کے ذریعہ حضور انور ﷺ اور صلحائے امت کی محبت مسلمانوں سے چھین کر ملت اسلامیہ کا شیرازہ منتشر کر دیا جائے۔

اٹھارویں صدی کے ایک برطانوی جاسوس ہمفرے کی خفیہ یادداشتوں سے دشمنان اسلام کے پوشیدہ عزائم کا پتہ چلتا ہے۔ ان یادداشتوں میں پہلے قوت کے ان سرچشموں کی نشاندہی کی گئی ہے جہاں سے مسلمان قوت حاصل کرتے ہیں۔ قوت کے ان سرچشموں میں مندرجہ ذیل کا بطور خاص ذکر کیا گیا ہے۔

1. پیغمبر اکرم ﷺ، اہل بیت علماء اور صلحاء کی زیارت گاہوں کی تعظیم اور ان مقامات کو ملاقات اور اجتماع



کے مراکز قرار دینا۔ ۲

2. سادات کا احترام اور رسول اکرم ﷺ کا اس طرح تذکرہ کرنا گویا وہ ابھی زندہ ہیں۔ ۳

قوت کے مختلف سرچشموں کی نشاندہی کے بعد ان یادداشتوں میں برطانوی محکمہ جاسوسی کی طرف سے مسلمانوں میں انتشار و افتراق پیدا کرنے اور ان کی قوت کو پارہ پارہ کرنے کے لیے بہت سی ہدایات دی گئیں جن کی ایک طویل فہرست ہے۔ ان ہدایات میں مندرجہ ذیل قابل توجہ ہیں۔

1. ضروری ہے کہ دلائل سے یہ ثابت کیا جائے کہ قبروں کو اہمیت دینا اور ان آرائشات پر توجہ دینا بدعت اور خلاف شرع ہے۔ آہستہ آہستہ ان قبروں کو مسمار کر کے لوگوں کو ان کی زیارت سے روکا جائے۔
2. دوسرا کام ہمیں یہ کرنا ہوگا کہ ہم حقیقی سادات اور علمائے دین کے سروں سے ان کے عمامے اتروائیں تا کہ پیغمبر خدا سے وابستگی کا سلسلہ ختم ہو اور عوام علماء کا احترام چھوڑ دیں۔ ۴
3. پیغمبر اسلام ﷺ، ان کے جانشینوں اور کلی طور پر اسلام کی برگزیدہ شخصیتوں کی اہانت کا سہارا لے کر اور اسی طرح شرک و بدعت پرستی کے آداب و رسوم کو مٹانے کے بہانے مکہ و مدینہ اور دیگر شہروں میں جہاں تک ہو سکے مسلمانوں کی زیارت گاہوں اور مقبروں کی تاراجی کی جائے۔ ۵

ماضی کی تاریخ آپ کے سامنے ہے۔ آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ دشمن کے ان پوشیدہ عزائم کو کس نے پورا کیا اور بعض حضرات اب بھی پورا کرنے میں لگے ہیں۔ شعوری طور پر یا غیر شعوری طور پر اللہ بہتر جانتا ہے۔ شاید ہمیں نہیں معلوم کہ ہم کس عظیم بین الاقوامی سازش کا شکار ہیں۔ ماضی میں یہ سازشیں چھپی چھپی سی تھیں مگر اب گردش زمانہ نے نقاب الٹ دیا ہے۔ ضرورت ہے کہ ہم ہوشمندی اور تدبر سے کام لیں اور اپنی بکھری ہوئی قوت کو یک جا کریں۔ اس کا آسان طریقہ یہی ہے کہ گزشتہ ڈیڑھ دو صدیوں میں پیدا ہونے والے فرقوں سے دامن کش ہو کر سلف صالحین کی اس راہ کو اپنائیں جس نے ہمیں مہ و پروین کا امیر بنایا تھا۔ ہمیں اپنے اسلاف کرام سے رشتہ جوڑنا چاہیے، دشمنان اسلام نے یہ رشتہ توڑا ہے اور ہم کو کہیں کا نہ رکھا۔ شکر ہے کہ اب عالم اسلام میں ایک نئی لہر آئی ہے۔ اب عشق مصطفیٰ ﷺ کی بات ہو رہی ہے۔ ۶ ہاں عشق مصطفیٰ ﷺ کی بات ہونی چاہیے، اس عشق کی جو این و آں سے بے نیاز کر کے آفاقی بنا دیتا ہے۔ جو پستیوں سے نکال کر ہمدوش ثریا کر دیتا ہے۔ جو مور بے مایہ کو سلیماں بنا دیتا ہے۔

ہاں اسوۂ رسول علیہ التحیۃ والثناء کو دل و جان سے اپنائیے۔ ان کی ایک ایک ادا کو دل سے لگائیے۔ ہاں محمد مصطفیٰ ﷺ کا چرچا کیجیے۔ محفل میلاد سجائیے، جشن میلاد منائیے کہ آسمان سے زمین تک ان کا چرچا ہے، درود

وسلام کے گجرے آ رہے ہیں' جا رہے ہیں۔ ذکر بلند ہو رہا ہے۔ ہاں ان کی زندگی کا ایک ایک لمحہ بلندیوں کا امین ہے۔ ان کی حیات مبارکہ کی ایک ایک آن رفعتوں کی پاسدار ہے۔ وہ اس مقام محمود پر فائز ہوئے جہاں حمد کی چھاڑ پڑ رہی ہے۔ جہاں نعت کی بارش ہو رہی ہے۔

## ﴿حوالہ جات﴾

۱ سورۃ الانعام' آیت:۱۶۰
۲ ہمفرے کے اعترافات' ص:۹۸
۳ ایضاً
۴ ایضاً' ص:۱۰۴
۵ ایضاً' ص:۱۳۰
۶ نقوش (رسول نمبر)' ج:۱' ص:۳۳

✲✲✲✲✲✲✲✲✲

## اسوۂ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت

عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس کائنات میں سب سے زیادہ بابرکت مقبول ومفید اور قابل عزت کام جو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور خلق خدا کی بہبود کا جامع ہو وہ یہ ہے کہ فرزندان اسلام متحد اور متفق ہو کر پوری مستعدی اور اخلاص سے حضرت ختم المرسلین ﷺ کے اسوۂ پاک کی منادی کریں اور اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اسوۂ رسول ﷺ کی اشاعت کرنا دین و دنیا کی مغفرت ونجات مذہب وسیاست اور رضائے حق اور قبول الٰہی جملہ سرشتوں کی جان ہے۔

﴿میلاد شریف اور علامہ اقبال از سید نور محمد' ص:۳۵﴾

رجب المرجب 1335ھ میں وہ ٹرین
جس میں تبرکات شریف کو استنبول منتقل کیا گیا۔

مسجد خرقہ شریف افغانستان کی وہ الماری جس میں نبی کریم ﷺ کا جبہ اقدس محفوظ ہے۔ اس متبرک الماری اور ٹرین پر درج صلوٰۃ وسلام کے الفاظ اہل فہم کو دعوت انصاف دے رہے ہیں۔

1118ء میں عیسائی راہبوں نے ناپاک سازش کے تحت

سرنگ کی لمبائی و چوڑائی کا اندازہ اس تصویر سے
بخوبی کیا جاسکتا ہے۔ روضۂ اطہر تک سرنگ اسی

شاہ کسریٰ (ایران) خسرو پرویز کا محل ۔ نبی کریم ﷺ کی اس دنیا میں تشریف آوری کے وقت اس محل کے 14 بُرج گر گئے تھے۔

شام کے وہ محلات جنہیں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا نے نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے موقع پر مکہ مکرمہ میں بیٹھے روشن دیکھا۔

بصرہ شام میں بحیریٰ راہب کی خانقاہ کا بیرونی منظر
بحیریٰ راہب نے نبی کریم ﷺ کی 12 برس کی عمر میں زیارت کی اور تورات وانجیل کے مطابق آپ کی نبوت کی پیشگوئی کی۔

معجزہ شق القمر کا واضح ثبوت ۔ چاند کی سطح پر موجود گہری سفید پٹی اس کے دو ٹکڑے ہونے کی بیّن دلیل ہے۔